42

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

12 تا 18 جمادی الاوّل 1447ھ / 4 تا 10 نومبر 2025ء

ولایتِ انبیاء اور ولایتِ اولیاء

سید احمد شہیدؒ نے ولایت انبیاء اور ولایت اولیاء کی تشریح پوچھی تو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے فرمایا کہ جس شخص کو ولایتِ اولیاء عطا ہوتی ہے، وہ دن رات ریاضت ومجاہدات، صوم وصلوٰۃ اور کثرتِ نوافل میں مشغول رہتا ہے، لوگوں کی صحبت پسند نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں خدا کی یاد سے لذت اندوز ہوتا رہے۔ اُسے فاسقوں اور فاجروں کو نصیحت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، صوفیاء کی اصطلاح میں اسے ''قرب بالنوافل'' کہتے ہیں۔

ولایتِ انبیاء کا درجہ جس خوش نصیب کو مرحمت ہو، اُس کے دل میں محبت الٰہی اس طرح سما جاتی ہے کہ اس کے سوا کسی چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ وہ ہر وقت بندگانِ خدا کو نیکی کی راہ پر لگانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ مرضیات باری تعالیٰ کے کسی کام میں دنیاداروں کے طعن کی پروا نہیں کرتا۔ وہ توحید کی اشاعت میں بے خوف اور سنن رسول پاک ﷺ کے احیاء میں بے باک ہوتا ہے۔ ضرورت پیش آئے تو مخالفوں کے ساتھ مجاہدات میں مال وجان قربان کرنے میں متامل نہیں ہوتا۔ وہ للہ فی اللہ تمام محفلوں اور مجلسوں میں جاتا ہے، سب کو وعظ ونصیحت سناتا ہے۔ اس کارِ خیر میں جو تکلیفیں اور اذیتیں پیش آئیں اُن پر صبر کرتا ہے۔ اسے اصطلاح میں ''قرب بالفرائض'' کہتے ہیں۔

تحریک شہیدین جلد اوّل
مولانا غلام رسول مہرؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائی بت خانہ ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد

پاک افغان مذاکرات اور غزہ امن معاہدہ

پاک افغان تنازعہ، حقیقت کیا ہے؟

قریب آ گئی شاید......

امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت کا امتحان!

یادِ الٰہی اور پانچ فرض نمازوں کا حکم

سُورۃُ الرُّوم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 17 تا 19

فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ
وَ عَشِیًّا وَّ حِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ
وَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ وَ کَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾

آیت ۱۷: ﴿فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾﴾ ’’تو تم تسبیح کرو اللہ کی جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو۔‘‘

آیت ۱۸: ﴿وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾﴾ ’’اور اُسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں، اور رات کو اور جب تم ظہر کرتے ہو۔‘‘

ان دونوں آیات میں صبح، شام، رات اور دن ڈھلنے کے اوقات کا ذکر کر کے پانچوں نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

آیت ۱۹: ﴿یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ﴾ ’’وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے‘‘

مثلاً انڈے میں بظاہر زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے، لیکن اس میں سے اللہ کی قدرت سے زندہ چوزہ برآمد ہوتا ہے۔

﴿وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ﴾ ’’اور (اسی طرح) وہ نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے‘‘

مثلاً مرغی جاندار ہے اور اُس سے انڈا برآمد ہوتا ہے، جو بظاہر بے جان ہے۔ اسی طرح زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ برآمد ہونے کی بہت سی مثالیں ہمارے اردگرد موجود ہیں۔

﴿وَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ وَ کَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾﴾ ’’اور وہ زندہ کرتا ہے، زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد۔ اور اسی طرح تمہیں بھی نکال لیا جائے گا۔‘‘

جس طرح اللہ تعالیٰ بظاہر مردہ زمین سے فصلیں اور دوسرے نباتات نکالتا ہے، اسی طرح وہ تمہیں بھی اس میں سے نکال کر حاضر کر لے گا، چاہے تمہارے اجزاء تحلیل ہو کر کسی بھی شکل میں ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

درسِ حدیث

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَنْہُ ضَیْعَتَہُ وَیَحُوْطُہُ مِنْ وَرَائِہٖ)) (رواہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے (غیر حاضری میں) اس کی پاسبانی و نگرانی کرتا ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
12 تا 18 جمادی الاوّل 1447ھ جلد 34
4 تا 10 نومبر 2025ء شمارہ 42
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
رضاء الحق

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائی بت خانہ ہے

یہود کی بدبودار تاریخ سے کون واقف نہیں ہر نماز کی ہر رکعت میں مسلمان جب ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ'' کا نعرۂ مستانہ لگاتا ہے تو از روئے حدیث مبارکہ یہود پر ہی اللہ تعالیٰ کے غضب کی دعا کر رہا ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی: حکم صحیح)۔ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام (قرآن مجید) کی دوسری اور طویل ترین سورت، البقرہ میں اکٹھے 10 رکوع (5 تا 14) میں اس سابقہ اُمت مسلمہ کے گناہوں اور اللہ اور اُس کے رسولوںؑ سے بغاوت کے واقعات گنوا کر گویا اُن پر فردِ جرم عائد کر دی گئی اور بالآخر اُنہیں دنیا کی امامت یعنی خلافت کے منصب سے معزول کر دیا گیا۔ خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت کو حال اور مستقبل کی اُمتِ مسلمہ قرار دیا گیا اور دنیا بھر کے انسانوں تک ہدایت کو پہنچانے کی ذِمّہ داری اولاً نبی اکرم ﷺ (اور ان کی جماعت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے کندھوں پر ڈالی گئی۔ اُن نفوسِ قدسیہ نے اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے کی اس ذِمّہ داری کو بھرپور انداز میں نبھایا اور ہجرتِ مدینہ کے بعد کم و بیش 7 قمری برس کے قلیل عرصے میں جزیرہ نمائے عرب کی حد تک تو اللہ کی نصرت سے دین کو قائم اور نافذ بھی فرما دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے اس دینی فریضہ کو ادا کرنے کا طریقہ یعنی 'اسوہ' بھی ہم تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے خطبہ' حجۃ الوداع کے موقع پر انسانیت کو اللہ کے صحیح معنوں میں ''عبد'' بننے کا منشور تو عطا فرمایا ہی، ساتھ ہی دنیا بھر میں دین اسلام کو قائم و نافذ کرنے کی جدوجہد کی ذِمّہ داری کو تا قیامِ قیامت پیدا ہونے والے ہر مسلمان پر بھی ڈالا کہ یہی دنیا اور آخرت دونوں میں فوز و فلاح کی راہ ہے...... اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور جہنم کی آگ سے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ مقدس کام خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی بطریق احسن جاری رہا۔ پھر یہود ہی کی ایک سازش کے نتیجے میں مسلمانوں کی وحدانیت میں رخنہ پڑ گیا، جس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ ہم نے اتنی لمبی تمہید اس لیے باندھی ہے کہ مستحضر رہے کہ دنیا کو انفرادی اور اجتماعی، ہر دو سطحوں پر امن و سکون کا گہوارہ بنانے کی جدوجہد کرنا اب اُمت محمدی ﷺ کا فرضِ منصبی ہے۔

دوسری طرف مخالفت میں ابلیس لعین اور اُس کے جتھے ہیں، جن میں منظم ترین ٹولہ اس وقت یہود کا ہے۔ یہود شیطان کے پیغام کو آگے بڑھاتے ہوئے عملی طور پر انسانیت کو اپنے ساتھ جہنم میں گھسیٹنا چاہتے ہیں۔ اس تحریر میں ہماری کوشش ہوگی کہ کسی درجے میں گزشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی کے دوران اہم ترین یہودی بڑوں (Elders)، سیاست دانوں اور ربائیوں (یہود کے نام نہاد مذہبی پیشواؤں) کے چند بیانات ریکارڈ پر آ جائیں تاکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ ناجائز یہودی ریاست اسرائیل عربوں اور دیگر مسلمانوں سے کیے گئے وعدوں میں کتنی مخلص ہے۔ آج امن کے انہی داعیان نے ماضی میں مسلمانوں کے حوالے سے کیا کیا ہرزہ سرائیاں کی ہیں۔ شاید ''امن معاہدہ''، ''دو ریاستی حل''، ''جنگ بندی'' اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے پیش کردہ ''علاقائی استحکام کا منصوبہ'' کی گردان کرنے والوں کی دل کی آنکھ بھی کھل جائے اور عوام الناس پر یہود کا مکروہ چہرہ عیاں ہو جائے۔ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیے:

- ''گریٹر اسرائیل کا قیام میرا ''تاریخی'' اور ''روحانی'' مشن ہے۔'' (اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو: 13 اگست 2025ء کے ایک انٹرویو سے حوالہ)
- ''یہ روشنی کے بچوں (اسرائیلیوں) اور ظلمت کے بچوں (فلسطینیوں) کے درمیان جنگ ہے۔'' (اسرائیلی وزیر اعظم، نتن یاہو: 10 اکتوبر 2023ء)

- ’’فلسطینیوں کے سر قلم کردینے چاہیے۔‘‘ (سابق اسرائیلی وزیر خارجہ ایوگڈورلائبرمین: نومبر 2024ء کے ایک انٹرویو سے حوالہ)
- ’’میں نے کئی عربوں کو قتل کیا ہے اور مجھے اس پر کچھ افسوس نہیں۔‘‘ (سابق وزیر اعظم، نفتالی بینٹ : جون 2020ء کے ایک انٹرویو سے حوالہ)
- ’’فلسطینی بچے چھوٹے سانپ ہیں، ان کی ماؤں کو بھی قتل کردو۔‘‘ (موجودہ اسرائیلی وزیر خزانہ بیزلیل سموتریچ، اکتوبر 2023ء، فرانس میں صیہونیت کے حوالے سے منعقدہ ایک کانفرنس میں گفتگو سے حوالہ)
- ’’فلسطینیوں کی بستیوں کا صفایا کردینا چاہیے۔‘‘ (اسرائیلی وزیر برائے قومی سلامتی، ایتامار بن گویر: دسمبر 2023ء کا ایک انٹرویو)
- ’’غزہ کے حیوانوں کا صفایا کردو۔‘‘ (موجودہ امریکی وزیرِ خارجہ، مارکو روبیو: جنوری 2023ء کے ایک انٹرویو سے حوالہ)
- ’’اسرائیل کو ان حیوانوں سے پاک کردو تاکہ مسیح (الدجال) جلد آسکے۔‘‘ (دی ربی: 2009ء میں نیتن یاہو سے ایک مکالمہ)
- ’’فلسطینیوں کے مقدس مقامات کو تباہ کرنا اور اُن کے مرد، عورت، بچے اور مویشی ہر چیز کو ہلاک کرنا ہمارا عقیدہ ہے۔‘‘ ربی مانیس فریڈ مین: کتاب "Doesn't Anyone Blush Anymore" سے ایک حوالہ)
- ’’فلسطینیوں کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتی جائے۔ عمالقیوں کو قتل کرنا اور اُن کے شیر خوار بچوں کو بھی نہ بخشنا۔‘‘ (ربی اسرائیل ہیس: 2016ء کی ایک تقریر سے حوالہ)
- ’’میں برطانیہ کے یہودیوں کے ساتھ غیر مشروط وفاداری پر پُرزور انداز میں اصرار کرتا ہوں۔ ہمیں ہر حال میں صہیونیوں کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہر طرح کی مدد کرنا ہوگی۔‘‘ (سابق برطانوی وزیرِ اعظم ونسٹن چرچل، فلسطین کے حوالے سے برطانیہ کا ایڈمنسٹریٹر 1922ء۔ رِک رِچ مین کی کتاب سے ایک حوالہ)
- ’’فلسطینیوں کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کرو ساٹھ لاکھ فلسطینیوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ اہم صرف صہیونیت ہے۔‘‘ (سابق برطانوی وزیرِ خارجہ لارڈ بالفور، 1917ء میں برطانوی پارلیمان میں بالفور اعلامیہ پیش کرنے والا، لارڈ لائنل وائٹر روتھ شیلڈ کا بغل بچہ: 1919ء کی ایک تقریر سے حوالہ)

قارئین محترم اِس کے بعد ہمارے پاس کہنے کے لیے اس کے سوا بچ ہی کیا گیا ہے:

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائی بت خانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوقِ بے پرواہ ترا

❁❁❁

پریس ریلیز 31 اکتوبر 2025ء

ترکیہ میں طے پانے والے پاک افغان جنگ بندی کے معاہدے پر فریقین مکمل عمل درآمد کریں۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ چاہتا ہے کہ مسلم ممالک آپس کی جنگوں میں مصروف رہیں۔ مسلم ممالک جسدِ واحد کی طرح غزہ کی بحالی میں اپنا کردار ادا کریں، لیکن یہود کی سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ پاکستان اور افغانستان اُس خراسان کی تعمیر کا آغاز کریں جہاں سے لشکر حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت کے لیے نکلیں گے

شجاع الدین شیخ

ترکیہ میں طے پانے والے پاک افغان جنگ بندی کے معاہدے پر فریقین مکمل عمل درآمد کریں۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ چاہتا ہے کہ مسلم ممالک آپس کی جنگوں میں مصروف رہیں۔ مسلم ممالک جسدِ واحد کی طرف غزہ کی بحالی میں اپنا کردار ادا کریں، لیکن یہود کی سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ پاکستان اور افغانستان اُس خراسان کی تعمیر کا آغاز کریں جہاں سے لشکر حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت کے لیے نکلیں گے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے ترکیہ اور قطر کی ثالثی سے پاکستان اور افغانستان کے مابین فوری جنگ بندی کا معاہدے طے پانے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ برادر ہمسایہ مسلم ممالک نے امن اور بھائی چارہ کو ترجیح دے کر کسی بڑے نقصان کے خدشہ کو رفع کر دیا ہے۔ ترکیہ میں جاری 5 روزہ مذاکرات کی کامیابی پر اُنہوں نے ثالثین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اب اسلامی جمہوریہ پاکستان اور امارتِ اسلامیہ افغانستان پر لازم ہے کہ وہ معاہدے میں طے پانے والے تمام نکات پر پوری طرح عمل کریں تاکہ اسلام اور مسلم دشمن طاغوتی قوتوں کی طرف سے دو اہم ترین مسلم ممالک کو آپس میں لڑانے کی گھناؤنی سازش کو خاک میں ملایا جاسکے۔ مشرقِ وسطیٰ کے حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ درحقیقت اسرائیل کے حماس کے ساتھ ’’جنگ بندی‘‘ اور ’’امن‘‘ کے معاہدے ڈھکوسلے کے سوا کچھ نہیں۔ 10 اکتوبر 2025ء کو نام نہاد جنگ بندی کے پہلے مرحلہ کے بعد ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل نے ایک دن کے لیے بھی غزہ پر حملے کر کے مسلمانوں کو شہید کرنا ترک نہیں کیا اور نہ ہی امدادی کارروائیوں کی معاہدے کے مطابق اجازت دی ہے۔ عرب و دیگر مسلم ممالک کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسرائیل اپنے توسیعی منصوبہ گریٹر اسرائیل سے کبھی دست بردار نہ ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کو بین الاقوامی غزہ سیکورٹی فورس کا حصہ بننے سے پہلے یہ شرط عائد کرنا ہوگی کہ اس فورس کے اغراض و مقاصد میں اسرائیلی بمباری کے باعث تباہ حال غزہ کی تعمیرِ نو، غزہ کے فاقہ سے بدحال مسلمانوں تک امداد پہنچانے، نیز اسرائیل کی جانب سے آئندہ کسی بھی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینا شامل ہوں گے۔ مسلم ممالک کسی صورت فلسطین کی تحاریکِ مزاحمت کے خلاف کوئی عملی اقدام نہ اُٹھائیں اور مجاہدین کو غیر مسلح کرنے کے کسی بھی منصوبہ کا ہرگز حصہ نہ بنیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اسرائیل کو اصل خوف خراسان کے خطے سے ہے، جس میں پورا افغانستان اور پاکستان کا شمالی حصہ بھی شامل ہیں۔ احادیث مبارکہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح خبریں موجود ہیں کہ اسی خطۂ خراسان سے لشکر حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت اور صہیونیوں کی ناجائز ریاست کے خاتمہ کے لیے نکلیں گے۔ لہٰذا پاکستان اور افغانستان دونوں مل کر خراسان کی تشکیل کا آغاز کریں تاکہ طاغوتی قوتوں کو اُن کے مظالم پر دندان شکن جواب دیا جاسکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

حقوق اللہ اور حقوق العباد

(سورۃ البقرہ کی آیت 83 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 24 اکتوبر 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ البقرہ کی آیت 83 کی روشنی میں تذکیر بالقرآن کا اہتمام کریں گے۔ سورۃ البقرہ مدنی سورت ہے اور اس میں بنی اسرائیل کے حوالے سے بھی کافی ذکر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ مسلمان اُمت سابقہ مسلمان اُمت کے احوال سے سبق سیکھے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہے۔ فرمایا:

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾

''اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا۔''

بنی اسرائیل کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانیاں کرتے تھے، بار بار عہد توڑتے تھے، اللہ کے نبیوں کی بات نہیں مانتے تھے۔ اُن کی سرکشیوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ مثلاً اسی سورۃ البقرہ میں آگے فرمایا:

''اور جب آیا اُن کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسولؐ تصدیق کرنے والا اُس کتاب کی جو اُن کے پاس موجود ہے تو اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا' گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔'' (آیت:101)

اسی طرح سورۃ التوبہ میں فرمایا:

''اُنہوں نے اللہ کی آیات کو فروخت کیا حقیری سی قیمت کے عوض' پس وہ لوگوں کو روکتے رہے اللہ کے رستے سے (اور خود بھی رُکتے رہے) یقیناً بہت ہی برا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔'' (آیت:9)

دنیا کے چند ٹکوں اور مفادات کی خاطر اللہ تعالیٰ کی آیات کا سودا کر دیا، اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا، اللہ کی کتاب میں تحریف کر دی۔ زیر مطالعہ آیت میں میثاق کا لفظ استعمال ہوا' جس کے معنی ہیں پختہ عہد، پکا وعدہ۔ گویا ایسا وقت بھی آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور اس کے بعد کچھ احکامات دیئے گئے۔

وہ احکامات کیا تھے؟ کیوں اتنے اہم تھے کہ ان کے لیے پختہ عہد لیا گیا؟ یہی آج کے ہمارے مطالعے کا اصل موضوع ہے۔ البتہ یہ ذہن میں رہے کہ بنی اسرائیل کے حوالے سے یہ تذکرہ محض قصے کے طور پر نہیں آیا بلکہ اس میں موجودہ اُمت کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''لازماً میری اُمت پر وہ حالات آ کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے، بالکل ایسے ہی جیسے جوتا دوسرے جوتے کے بالکل مشابہ ہوتا ہے۔''

یعنی کہ موجودہ اُمت بھی اُن فتنوں کا شکار ہو سکتی ہے جن کا شکار ہو کر سابقہ اُمت نے اپنا مقام و مرتبہ کھو دیا۔ لہٰذا قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا تذکرہ اس لیے بھی آتا ہے کہ موجودہ اُمت اس سے سبق سیکھے۔ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾ (ابراہیم:1) ''تاکہ آپ ﷺ نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔''

مرتب: ابوابراهیم

قرآن مجید کے اسباق کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اُس سے روشنی حاصل کر کے انسانی معاشرے کو جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالیں۔ زیر مطالعہ آیت میں میثاق کا ذکر کرنے کے بعد آگے فرمایا:

﴿لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ قف﴾ (البقرۃ:83)

''تم نہیں عبادت کرو گے کسی کی سوائے اللہ کے۔''

بنی اسرائیل سے جو میثاق لیا گیا، اُس میں پہلا حکم یہ تھا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ یہ تمام پیغمبروں کی دعوت کا بنیادی اور مرکزی نکتہ رہا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ آیا:

﴿یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط﴾ (آیت:59) ''اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو' تمہارا کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے۔''

سورہ البقرہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو بیان کیا گیا:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ﴾ (البقرہ:21)

''اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس ربّ (مالک) کی۔''

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوم کے لیے دعوت لے کر آتے تھے جبکہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کے لیے ہے۔ لہٰذا یہاں ''الناس'' کا لفظ استعمال ہوا۔ تاہم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی نکتہ یہ رہا کہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ لفظ 'عبادت' عبد سے ہے اور 'عبد' عربی میں غلام کو کہتے ہیں۔ ملازم اور غلام میں فرق ہوتا ہے۔ ملازم چند گھنٹے اجرت پر کام کرتا ہے اور اس کے بعد آزاد ہوتا ہے جبکہ غلام ہمہ وقت مالک کے احکامات پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ ملازم مخصوص کام کے لیے ہوتا ہے، مثال کے طور پر ڈرائیور ہے تو وہ صرف گاڑی چلائے گا، صفائی نہیں کرے گا، یا روچی ہے تو وہ کھانا پکائے گا دیگر کام نہیں کرے گا لیکن غلام پابند ہوتا ہے کہ اُس کو جو بھی حکم دیا جائے اُس کو ہر صورت میں پورا کرے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾﴾ (الذاریات) ''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

آج عبادت کا تصور بگاڑ دیا گیا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عبادت کا مطلب صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج تک محدود ہے۔ باقی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں نہ خوشی کے موقع پر اللہ یاد ہے، نہ غمی کے موقع پر، نہ بزنس میں، نہ آفس میں، نہ عدالت میں، نہ پارلیمنٹ اور سیاست میں۔ مسجد سے باہر نکلے تو سب کچھ بھول گئے، روزہ افطار کرتے ہی تقویٰ کا معنی بھول گئے۔ عبادت اس طرزِ عمل کا نام ہرگز نہیں ہے۔ عبادت کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ بندہ 24 گھنٹے، ہر لمحہ اور ہر کام میں اللہ کو یاد رکھے اور ہر کام اللہ کے احکامات کی روشنی میں سرانجام دے۔ فرمایا:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ (الحجر)

''اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیں یہاں تک کہ یقینی شے وقوع پذیر ہو جائے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران)

''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی زندگی میں اللہ کی بندگی کا نظام غالب ہونا چاہیے۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (البقرہ:83)

''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو گے۔''

میثاق کی پہلی شق حقوق اللہ کے متعلق تھی کہ صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور کسی قسم کا شرک نہ کیا جائے۔ اس کے بعد اب حقوق العباد کے بارے میں حکم ہے۔ آج کے دجالی تصورات کے تحت بعض لوگ حقوق اللہ کو بائی پاس کر کے صرف حقوق العباد پر زور دیتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے پیغمبروں کی تعلیمات میں اور اللہ کی کتابوں میں سب سے پہلے حقوق العباد پر زور دیا گیا ہے اس کے بعد حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حقوق العباد بھی اتنے اہم ہیں جتنے حقوق اللہ ہیں لیکن اللہ کا حق سب سے پہلے ہے۔ روز محشر سب سے پہلا سوال اللہ کے حق (نماز) کے بارے میں ہی ہوگا۔ پھر حقوق العباد میں بھی سب سے پہلے والدین کے حقوق کا ذکر آیا۔ قرآن مجید میں کم ازکم پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے فوراً بعد والدین کے حقوق کی بات کی ہے۔ تاہم اصولی طور پر سب سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ سے ہوگی، اس کے بعد اس کے رسول ﷺ سے ہوگی اور اس کے بعد والدین کا نمبر آئے گا، اسی طرح اطاعت کے معاملے میں بھی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بعد والدین کا نمبر آئے گا، شادی شدہ عورت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد شوہر کی اطاعت کی پابند ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت سے اُس کا شوہر راضی ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ ہاں شادی ہو جانے کے بعد بھی ایک عورت پر اپنے ماں باپ کا حق اپنے مقام پر رہے گا، وہ ختم نہیں ہو جائے گا۔ والدین کے حقوق کے معاملے میں یہ بھی حکم ہے کہ اگر والدین کسی غیر شرعی کام کا حکم دیں تو اولاد اُس کو نہ مانے لیکن حسن سلوک کا حکم ہر حال میں لاگو ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں خاص طور پر والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ احسان کے معنی ہیں بہتر سے بہتر سلوک کرنا۔ جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا سکھائی: ((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) (ابوداؤد)

''اے اللہ! میری مدد فرمائیے کہ میں آپ کا ذکر کروں اور آپ کا شکر کروں اور آپ کی اچھی عبادت کروں۔''

جس طرح اللہ چاہتا ہے کہ اُس کی عبادت بہترین طریقے سے کی جائے۔ اسی طرح اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ انسان اپنے والدین کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔ ایک تو وہ معاشرے ہیں جہاں باپ کا پتہ ہی نہیں ہے وہ بیچارے محروم معاشرے ہیں اور اگر کچھ ماں باپ رہ بھی گئے، بیچاروں کو کوئی پوچھنے والا نہیں اور اُن کو بڑے خوبصورت ناموں کے ساتھ اولڈ ہومز میں ڈال دیا جاتا ہے۔ سال میں ایک مرتبہ مدرڈے اور فادرڈے منا لیا جاتا ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے اس تہذیب کے لیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تمہارے ماں باپ تمہاری جنت بھی ہیں، تمہاری جہنم بھی ہیں۔ اُن کی خدمت انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے جبکہ اُن کی نافرمانی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ پہلا عقل پرست اللہ کی وحی کے مقابلے میں عقل کو ترجیح دینے والا شیطان تھا۔ آج شیطان کے ایجنڈے کی تکمیل کرتے ہوئے اس مملکت میں کچھ نوجوان یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ماں باپ کو شادی کی خواہش تھی، انہوں نے کرلی لیکن ہم مصیبت میں پیدا ہوگئے، کون سے والدین کے حقوق؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: نماز کو اُس کے وقت پر ادا کرنا، اس کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ کئی صحابہ کرام ؓ کے واقعات روایات میں مذکور ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شامل ہونے کی اجازت چاہی لیکن آپ ﷺ نے انہیں بوڑھے والدین کے پاس رُکنے کا کہا۔ فرمایا: جاؤ ان کی خدمت کرو۔ یہی تمہارا جہاد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: والد کی رضا، اللہ کی رضا ہے اور والد کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماں کے قدموں کے پاس ہے۔ حضور ﷺ ممبر پر تشریف لے جا رہے تھے، ایک سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین! دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین، تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بھی یہی فرمایا۔ صحابہ ؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ، یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا: جبرائیل امین نے بددعا دی کہ جس شخص کے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں اور وہ اُن کی خدمت کر کے جنت نہ کما سکے وہ برباد ہو جائے۔ اس پر میں نے آمین کہا۔ اب جس شخص کی بربادی کے بارے میں فرشتوں کے سردار بددعا دیں اور نبیوں کے سردار آمین کہیں، اُس کی بربادی میں کیا کسر باقی رہے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے اپنے والدین کو محبت سے دیکھا، اُس کو ایک مقبول حج کا ثواب مل گیا، جتنی مرتبہ دیکھے گا، اتنی مرتبہ حج کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آگے فرمایا:

﴿وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ﴾

''اور قرابت داروں کے ساتھ بھی (نیک سلوک کرو گے) اور یتیموں کے ساتھ بھی اور محتاجوں کے ساتھ بھی۔'' (البقرہ:83)

والدین کے بعد قریبی رشتہ داروں کا حق ہے، ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر جو یتیم اور مسکین ہیں اُن کے ساتھ بھی۔ یہ دنیا کی زندگی امتحان ہے۔ کسی کو بہت زیادہ عطا کر کے آزمایا جا رہا ہے، کسی کو محروم کر کے، کسی کو کس حال میں اور کسی کو کس حال میں رکھ کر آزمایا جا رہا ہے۔ لہٰذا معاشرے میں جو یتیم اور مسکین لوگ ہیں، اُن پر بھی آزمائش ہے لیکن اُن سے بڑی آزمائش اُسی معاشرے کے مالداروں کے لیے بھی ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے یتیموں اور مسکینوں کے حقوق ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ سورہ نور کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً دس گھروں کا ذکر کیا ہے جو قرابت داروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان تمام سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہمارا گھر، خاندان اور ہمارا کنبہ متحد و منظم رہے، خاندان متحد رہے گا تو ایک دوسرے کے حقوق کا بھی خیال رہے گا اور غریب و مسکین کی مدد ہوتی رہے گی۔ لیکن اس کے برعکس شیطان چاہتا ہے کہ گھر اُجڑ جائیں، خاندانی نظام تباہ اور برباد ہو جائے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے کہ شیطان کے چیلے آ کر اُس کے سامنے اپنی اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرتے ہیں مگر سب سے زیادہ وہ اپنے اس چیلے سے خوش ہوتا ہے جو میاں بیوی میں جدائی ڈال دے۔ قرآن میں رحمی رشتوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ احادیث کے مطابق رحم کا لفظ اللہ کی صفت رحمان سے آیا ہے۔ حدیث قدسی کے الفاظ ہیں۔ اللہ فرماتا ہے جو رحمی رشتوں کو جوڑے گا، میں بھی اُس کو جوڑوں گا جو رحمی رشتوں کو توڑے گا، میں بھی اُس کو توڑ دوں گا۔ حدیث کے مطابق صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ کوئی آپ کے ساتھ نیکی

کرے تو آپ بھی اس کے ساتھ نیکی کریں بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ کوئی رشتہ دار آپ کا بُرا چاہتا ہے، مگر آپ اُس کا بھلا چاہیں۔ پہلی وحی کے موقع پر جب آپ ﷺ گھبرائے ہوئے گھر آئے تو اُم المومنین حضرت خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ کو حوصلہ دیا کہ آپ ﷺ تو رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آنے والے ہیں، اللہ آپ ﷺ کا بُرا کیوں چاہے گا۔ معلوم ہوا کہ صلہ رحمی آپ ﷺ کی سنت میں شامل ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ((لا یدخل الجنۃ قاطع)) ''رشتے کو توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

آج معمولی باتوں پر قریبی رشتہ داروں سے تعلق توڑ دیا جاتا ہے اور سالہا سال ایک دوسرے سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کیا جاتا اور اس برائی کو فخریہ بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ خفا نہ رہے۔ اللہ نے فرمایا کہ جو رحمی رشتوں کو توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔ آج ہارٹ اٹیک، کینسر اور دیگر کئی بیماریاں عام ہو رہی ہیں ان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رحمی رشتوں کو توڑا جا رہا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں جو چاہتا ہے کہ رزق میں اضافہ اور برکت ہو وہ صلہ رحمی کرے۔ معلوم ہوا کہ صلہ رحمی سے برکتیں آتی ہیں۔ اس کے برعکس قطع تعلقی سے نحوست آتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے جو یتیم کا مال ہڑپ کرتا ہے وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یتیم کی کفالت کرنے والا روز قیامت میرے ساتھ کھڑا ہوگا (آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو جوڑ کر دکھایا)۔ کسی نے کہا حضور ﷺ! میرا دل سخت ہوگیا ہے۔ فرمایا: یتیم کے سرپرست شفقت رکھو۔ آج مسلمانوں کے دل بہت سخت ہوگئے ہیں۔ غزہ کے 70 ہزار شہداء کی لاشیں دیکھ کر بھی دل نرم نہیں ہو رہا۔ آج ڈپریشن اور فرسٹریشن کا مرض بھی عام ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے دل سخت ہوگئے ہیں۔ اس کا فطری علاج یہی ہے کہ ہم معاشرے میں یتیم اور مساکین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آسانیاں عطا فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے گھرانوں میں سے بہترین گھر وہ ہیں جہاں کسی یتیم کے ساتھ بھلا سلوک ہوتا ہے۔ اسی طرح مسکین وہ ہے جو محنت کر کے کماتا ہے مگر کمائی اتنی نہیں ہے کہ بنیادی حاجات پوری ہوسکیں۔ ایسے افراد کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ آج معاشرے میں بہت بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ ان سب کا حق ہے کہ اُن کی مدد کی جائے اور باقی سب کا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔ روزِ قیامت اس بارے میں سب سے پوچھا جائے گا۔ مسکین کو زکوٰۃ بھی دی جا سکتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو کسی بیوہ یا مسکین کی کفالت میں لگا ہو، وہ اللہ کی راہ میں لگا ہوا ہے، یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ((ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ)) (رواہ البخاری) ''تمہیں مدد دی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے تمہارے کمزوروں کی (دعاؤں کی) وجہ سے۔'' وہ کمزور گھر میں بوڑھے ماں باپ بھی ہوسکتے ہیں، بچے بھی ہوسکتے ہیں، رحمی رشتوں میں یتیم اور مساکین بھی ہوسکتے ہیں۔ ملازمین اور پڑوسی بھی ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آگے فرمایا:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ ''اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔''

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: یہی زبان انسان کو جنت میں بھی لے جاتی ہے اور جہنم میں بھی۔ ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ سب سے زیادہ جو چیز انسان کو جہنم کی طرف لے جانے والی ہے وہ انسان کی زبان ہے۔ شرک اور کفر کے کلمات بھی زبان سے نکلتے ہیں، والدین کے سامنے چیخنا چلانا، غیبت کرنا، کمزوروں کی تذلیل کرنا، غصہ کرنا، الزام تراشی اور بہتان تراشی کرنا وغیرہ وغیرہ، ان جیسی بہت سی برائیاں زبان سے ہوتی ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زبان سے اچھی بات نکالو۔ اسی زبان سے انسان بہت سی نیکیاں بھی کما سکتا ہے۔ دین کی دعوت دینا، علم نافع پھیلانا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، اچھا مشورہ دینا، والدین سے نرمی سے گفتگو کرنا اور ایسے ہی سینکڑوں کام انسان زبان سے کر کے جنت کما سکتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط﴾

''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

شروع میں عبادت کا ذکر تھا اور اب نماز اور زکوٰۃ کا علیحدہ سے ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز و روزہ سے ہٹ کر بھی عبادت کا تصور اسلام میں ہے اور وہ ہے اللہ کی بندگی کرنا اور اللہ کی بندگی پر مشتمل اجتماعی نظام قائم کرنا۔ مفسرین نے عبادت کی چار قسمیں لکھی ہیں: 1۔ دل سے کی جانے والی عبادات قلبی عبادت کہلاتی ہیں۔ 2۔ زبان سے کی جانے والی عبادات قولی عبادت کہلاتی ہیں۔ 3۔ بدن سے کی جانے والی عبادات بدنی عبادت میں شمار ہوتی ہیں۔ 4۔ مال سے کی جانے والی عبادات مالی عبادات میں شامل ہوتی ہیں۔ یعنی عبادت پوری زندگی کی بندگی کا نام ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾﴾ (الانعام) ''میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

آخر میں فرمایا:

﴿ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾﴾ ''پھر تم (اس سے) پھر گئے سوائے تم میں سے تھوڑے سے لوگوں کے، اور تم ہو ہی پھر جانے والے۔''

میثاق میں بنی اسرائیل کو جن احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا، وہی احکامات اسلام کی دعوت میں بھی شامل تھے مگر بنی اسرائیل نے اسلام کا انکار کر دیا۔ سوائے چند یہودیوں کے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ فرمایا کہ تم ہو عہد سے پھر جانے والے اور آج تک کی تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ یہودیوں نے ہمیشہ عہد کر کے اس کو توڑا ہے۔ حالیہ دنوں میں بھی غزہ جنگ بندی معاہدہ ہوا تھا مگر اسرائیل نے ابھی تک نہتے فلسطینیوں پر ظلم جاری رکھا ہوا ہے۔ ہم پوری اُمت مسلمہ سے اپیل کرتے ہیں کہ اہل غزہ کے لیے دعائیں بھی کی جائیں، اُن کی مالی مدد بھی کی جائے کیونکہ آپ سب دیکھ سکتے ہیں کہ وہ بے گھر ہو چکے ہیں، اُن کے کاروبار روزگار سب تباہ ہو چکے ہیں۔ اُنہوں نے اُمت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا اب اُمت پر فرض ہے کہ وہ اُن کی بحالی میں اُن کی مدد کریں۔ اس کے علاوہ اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم کو بھی جاری رکھنا ہے۔ صہیونیوں کا مقصد گریٹر اسرائیل کا قیام ہے، اس کے لیے وہ مسجد اقصیٰ کو بھی گرانا چاہتے ہیں اور پورے خطے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے حکمران اس غلط فہمی میں ہیں کہ ٹرمپ امن کا علمبردار ہے اور وہ اسرائیل کو روک دے گا۔ اسی بہانے وہ حماس سے ہتھیار چھیننا چاہتے ہیں۔ ہمارا مسلم حکمرانوں سے سوال ہے کہ آج بوسنیا کے مسلمان کہاں گئے؟ ان سے بھی امن کے نام پر ہتھیار چھینے گئے تھے اور پھر ان کے بچوں کو ذبح کیا گیا، عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور سب کا قتل عام کیا گیا۔ وہی تاریخ غزہ میں بھی دہرائی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم حکمرانوں کو اور مقتدر حلقوں کو ہدایت اور سمجھ عطا کرے۔ آمین!

پاک افغان کشیدگی گریٹ گیم کا حصّہ ہے اور بدقسمتی سے ہمارا اپنا ہی برادر اسلامی ملک اس گریٹ گیم میں ہمارے خلاف استعمال ہو رہا ہے: آصف حمید

دونوں طرف کے علماء حضرات کشیدگی کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں کیونکہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا ناحق خون بہائے: توصیف احمد خان

”پاک افغان مذاکرات اور غزہ امن معاہدہ“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: پاک افغان کشیدگی تشویشناک صورت حال اختیار کر چکی ہے جس سے اُمتِ مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہے۔ اُس سے قبل ایران عراق جنگ کی وجہ سے بھی اُمت نے بہت نقصان اُٹھایا۔ وہ عرب ممالک جو صیہونیوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے، اس جنگ کی وجہ سے امریکہ کے چنگل میں پھنستے چلے گئے اور اب ایک ایک کر کے سب اسرائیل کے آگے جھکتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح نائن الیون کے بعد پاکستان کو بھی امریکہ نے افغانستان کے خلاف استعمال کیا، 57 ہزار ڈرون حملے پاکستان سے افغانستان پر کیے۔ افغانستان سے جاتے ہوئے امریکہ نے TTP کو وی آئی پی طریقہ سے رہا کیا اور اپنا اسلحہ بھی وہاں چھوڑ گیا اور اس کے بعد پاکستان کے ساتھ کشیدگی شروع ہوگئی جو جنگ کی سی صورت حال اختیار کر چکی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ پاکستان کو اس جنگ میں دھکیلا گیا ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں؟

توصیف احمد خان: یہ گریٹ گیم کا حصّہ ہے۔ جس طرح ہمیں کھینچ کر دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ڈالا گیا بلکہ اسی طرح اب افغانستان کے خلاف جنگ میں بھی کھینچا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس وقت پاکستان پر ایک ڈکٹیٹر مسلط تھا اور یہ بدنامی پاکستان کے حصّے میں آئی کہ اس نے امریکہ کا ساتھ دیا۔ لیکن دوسری طرف دیکھا جائے تو پاکستانی قوم نے افغان طالبان کا ساتھ بھی دیا۔ ہم گڈ اور بیڈ طالبان کا موقف بھی اپناتے رہے۔ امریکہ جب افغانستان سے گیا تو اس نے ناکامی کا سارا الزام پاکستان پر لگایا۔ یعنی کچھ تو پاکستان کا کردار امریکہ کی ناکامی میں تھا۔ افغان طالبان ایک گوریلا فورس ہے وہ کس طرح اکٹھی ہو کر ایک ہفتے کے اندر اندر افغانستان پر چھا گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ غلطیاں دونوں جانب سے ہوئی ہیں۔ اگر پاکستان میں ایک ڈکٹیٹر نے امریکہ کا ساتھ دیا ہے تو دوسری افغان طالبان نے بھی TTP کو رہا کیا ہے۔ 7.7 ارب ڈالرز کا اسلحہ امریکہ خود افغانستان میں چھوڑ کر گیا ہے، اس کو غلط ہاتھوں میں جانے سے روکنا افغان طالبان کا کام تھا۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ آپ TTP کو پاکستان میں دہشت گردی سے روکیں۔ لیکن انہوں نے نہیں روکا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: افغان طالبان کا کہنا ہے کہ اگر ہم TTP کے خلاف کوئی کارروائی کرتے ہیں تو وہ ہمارے خلاف بغاوت کر سکتے ہیں یا داعش کے ساتھ مل سکتے ہیں؟

توصیف احمد خان: اُن کو روکنا افغان طالبان کی ذِمہ داری ہے۔ اگر اُن کی کوئی مجبوری ہے تو اس کی وجہ سے ہم اپنے بچے شہید کیوں کروائیں؟ اس کا حل نکالنا اُن کا کام ہے۔

سوال: ہمارے پاس طاقتور سکیورٹی ادارے ہیں، ڈرون ٹیکنالوجی ہے، بہترین سرویلنس کا نظام ہے جس سے ہم TTP کو آنے سے روک سکتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے ملک میں کافی عرصہ سے لوگ ریاستی جبر کا شکار ہیں، یہاں تک کہ لوگ ریاستی اداروں کے خلاف ہوگئے ہیں، کیا تنگ آئے ہوئے یہ لوگ بیرونی دشمنوں کے ساتھ نہیں مل جائیں گے؟ ایسے حالات کیوں پیدا کیے گئے اور ان کو سدھارنے کے لیے کیا کیا جا رہا ہے؟

توصیف احمد خان: بحیثیت قوم ہماری ایک فطرت ہے کہ جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر سوچنا شروع کرتے ہیں۔ ریاستی جبر نہیں ہونا چاہیے تھا اور اگر ہوا تھا تو متاثرین کی دلجوئی کرنی چاہیے تھی اور بیرونی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دینا چاہیے تھا۔ پاکستان میں جتنی بھی دہشت گردی ہوئی ہے، اندرونی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ اس سہولت کاری کا موقع نہیں دینا چاہیے تھا اور جو لوگ واقعتاً دہشت گردی میں ملوث تھے، ان کے خلاف گرینڈ آپریشن ہونا چاہیے تھا۔ انہی کمزوریوں نے ہمیں دوبارہ وہیں پر لا کھڑا کیا ہے جہاں ہم پہلے موجود تھے۔ دہشت گردی کے خلاف ہم تب ہی کامیاب ہوں گے جب بیرونی دشمنوں کے ٹھکانوں پر بھی نظر رکھیں گے کہ کون ان کی مدد کر رہا ہے، کون ٹریننگ دے رہا ہے۔ ان کی پناہ گاہیں کہاں کہاں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اندرونی ناراض لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں گے۔ دوسری طرف افغان طالبان کو اپنی ذمہ داری پوری کرنی ہوگی۔ بنوں اٹیک میں کندھار کے ڈپٹی گورنر کا بیٹا ملوث تھا جس کی لاش پاکستان نے واپس کی ہے۔ ایک اور لڑکا جو خودکش حملے میں ملوث تھا، اس کا باپ فرانس میں رہتا ہے اور فرانس میں بھی اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ یہ واضح ثبوت ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر افغان طالبان ان کو نہیں روکتے تو پھر پاکستان کی غلطی نہیں ہے۔

سوال: کیا افغان حکومت اس قابل ہے کہ وہ 2600 کلومیٹر طویل سرحد کی حفاظت کر سکے؟

توصیف احمد خان: اگر یہ 2600 کلومیٹر طویل سرحد پاکستان سے پوری طرح کنٹرول نہیں ہو سکتی تو

افغان طالبان کی کمزور حکومت کس طرح کنٹرول کر سکتی ہے؟ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ، اسرائیل اور انڈیا پاکستان میں دہشت گردی کو ہوا دے رہے ہیں کیونکہ وہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور بدقسمتی سے ہمارا اپنا برادر اسلامی ملک ہی اس گیم میں ہمارے خلاف استعمال ہو رہا ہے، اس کے علاوہ ہمارے اپنے ہی لوگ مختلف نعروں کی زد میں آ کر ہمارے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔ اس لیے دونوں ملکوں کو چاہیے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں، جنگ کی بجائے مذاکرات کو کامیاب کریں۔ اگر افغان طالبان مذاکرات کی میز سے یہ کہہ کر اُٹھ جاتے ہیں کہ TTP ہمارے قابو میں نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مسئلہ حل کرنا ہی نہیں چاہتے۔ حالانکہ اس کا یہ حل بھی موجود ہے کہ دونوں ممالک مل کر ان کو قابو میں کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر افغان حکومت غیروں کے ہاتھوں میں کھیلے گی تو اس کا نقصان اُن کو بھی ہوگا۔ کیا بھارت بھی کبھی افغان طالبان کا دوست ہو سکتا ہے۔

سوال: افغان میڈیا مذاکرات کے عمل کو کس نظر سے دیکھ رہا ہے؟

توصیف احمد خان: افغان میڈیا تو بالکل ہی کسی اور طرف نکل گیا ہے۔ وہ مسلم بھائی چارہ کی بات کرنے کی بجائے نیشلسٹ ہو چکا ہے۔ افغان حکومت اور میڈیا کو سمجھنا چاہیے کہ امن نہ صرف خطے کے لیے ضروری ہے بلکہ خود افغانستان کے استحکام کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ پھر یہ کہ تمام تجارتی گزرگاہیں پاکستان سے ہو کر گزرتی ہیں۔ قطر اور ترکیہ نے مذاکرات کا جو موقع فراہم کیا تھا اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ دونوں ممالک کا مستقبل خطے کے استحکام سے وابستہ ہے۔ پاکستان بھی یہ نہ سمجھے کہ افغانستان پر حملہ کر کے محفوظ رہ سکے گا۔ اس کے نتیجہ میں ایک گوریلا جنگ شروع ہو جائے گی اور امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کو موقع مل جائے گا۔

سوال: ہماری آپس کی اس جنگ سے کن قوتوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

توصیف احمد خان: امریکہ نہ افغانستان کا دوست ہے اور نہ ہی پاکستان کا۔ وہ پہلے ہی بگرام ایئر بیس واپس لینے کی بات کر رہا ہے۔ اگر افغان طالبان خود کہہ رہے ہیں کہ TTP اُن کے قابو میں نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خود حل کی طرف نہیں آنا چاہتے۔ بصورت دیگر قطر اور ترکیہ جیسے برادر مسلم ممالک نے اگر میز پر بٹھایا تھا اور افغان طالبان کی نیت درست ہوتی تو وہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے اور کہتے کہ آئیں ہم مل کر خطے میں امن کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ اس کے برعکس انہوں نے ڈیورنڈ لائن کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ 1893ء میں جب افغانستان برطانیہ کا باجگزار تھا تو اس وقت 12 لاکھ پاؤنڈ میں امیر عبدالرحمن کے ساتھ برطانیہ کا معاہدہ ہوا تھا اور ڈیورنڈ لائن کا تعین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حبیب اللہ افغانستان کا حکمران بنا تو اس کے ساتھ 1901ء میں دوبارہ معاہدہ ہوا اور وظیفہ بڑھا دیا گیا۔ 1919ء میں حبیب اللہ کے بیٹے

> **20 جون 1947ء کو جب پاکستان بننے کے قریب تھا، بنوں میں کانگریس کا ایک اجلاس منعقد ہوا اور اس کے بعد ہی ڈیورنڈ لائن کا تنازعہ دوبارہ کھڑا ہوا۔**

امان اللہ کی برطانیہ کے ساتھ جنگ ہوئی۔ مذاکرات کے بعد امان اللہ نے ڈیورنڈ لائن کو تسلیم کر لیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔ 20 جون 1947ء کو جب پاکستان بننے کے قریب تھا تو بنوں میں کانگریس کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں تیسرے آپشن کی بھی تجویز پیش کی جاتی ہے کہ اگر صوبہ سرحد کے لوگ چاہیں تو افغانستان کے ساتھ شامل ہو سکتے۔ اس کے بعد ڈیورنڈ لائن کا مسئلہ دوبارہ کھڑا ہو گیا۔ 1950ء کی دہائی میں تیرہ پر حملہ کر کے وہاں افغان گورنمنٹ تشکیل دی گئی۔ پھر لوئر دیر میں پختونستان کی حکومت تشکیل دینے کی بات کی گئی۔ پھر 6 ہزار افغان ٹروپس باجوڑ پر حملہ کرتے ہیں اور وہاں پر پختونستان حکومت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فروری 1975ء کی دہائی میں حیات محمد خان شیرپاؤ کو انہی لوگوں نے قتل کیا۔ ضیاء الحق کے دور میں سردار داؤد اور دیگر افغان رہنماؤں کے ساتھ مذاکرات ہوئے اور مل کر سوویت یونین کے خلاف جنگ لڑی گئی۔ لاکھوں افغان مہاجرین کو پاکستان نے پناہ دی اور انہیں اپنے بھائیوں کی طرح پالا پوسا۔ مانا کہ پرویز مشرف نے غلط کیا اور اس کو پوری پاکستانی قوم بھی غلط کہتی ہے۔ اگر افغان طالبان امریکہ کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کر سکتے ہیں تو وہ پاکستانی قوم کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں۔ اُن کے لیے بھی امن اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہمارے لیے۔

سوال: پاکستان کا عجیب معاملہ ہے۔ ایک طرف کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے دوسری طرف ڈیورنڈ لائن بھی متنازعہ ہے۔ ایسی صورت حال میں کیا کرنا چاہیے؟

توصیف احمد خان: اطلاعات یہ ہیں کہ افغان وزیر خارجہ نے بھارت کے دورہ کے موقع پر کشمیر کو بھارت کا حصہ تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق متنازعہ علاقہ ہے۔

سوال: پاک افغان مذاکرات میں ناکامی کی اصل وجہ کیا ہے اور کون اس کا ذمہ دار ہے؟

توصیف احمد خان: احمد شاہ مسعود کا بیٹا کہہ رہا ہے کہ افغان طالبان کا ماڈل قوم پرستی ہے۔ اب اگر افغان طالبان دہشت گردوں کی سرکوبی میں پاکستان کا ساتھ دیتے ہیں تو اس میں خیر ہے لیکن اگر وہ ساتھ نہیں دیتے تو پاکستان کو احمد شاہ مسعود کے بیٹے، حکمت یار اور طالبان مخالف گروہوں کو انگیج کرنا پڑے گا لیکن اس میں بھی یہ خطرہ ہے کہ ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بگرام ایئر بیس امریکہ کو نہیں دیں گے۔ وہ پاکستان سے بڑھ کر امریکہ کا ساتھ دیں گے اور یہ پاکستان اور چین دونوں کے لیے بہتر نہیں ہوگا۔ اسی لیے چین نے بھی پاک افغان مذاکرات میں کردار ادا کیا۔ لیکن لگتا ہے کہ افغان طالبان گریٹ گیم کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس لیے ڈیورنڈ لائن کو متنازعہ بنا رہے ہیں۔ دہشت گردی کو بڑھاوا دینے میں افغانستان کی بھی خیر نہیں ہوگی اور ایک وقت ایسا آئے گا یہ زہر افغانستان میں بھی پھیلے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ پاکستان کے علماء اور مذہبی طبقہ اس کشیدگی کے خاتمہ میں اپنا کردار ادا کریں اور اُمت کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔ پاکستانی علماء کا ایک اور وفد افغانستان بھیجا جانا چاہیے۔ یقیناً وہ علماء کی بات سنیں گے۔ مسلمان کا خون پاکستان میں بہے یا افغانستان میں بہے، یہ قطعاً مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا افغان طالبان کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ بھارت کے ہاتھوں استعمال تو نہیں ہو رہے اور اسی طرح کیا پاکستان کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ امریکہ کے ہاتھوں استعمال تو نہیں ہو رہا؟

توصیف احمد خان: بالکل دونوں فریق اس پر جذبات سے نہیں بلکہ سنجیدگی سے غور کریں کہ وہ کسی کے ہاتھوں استعمال تو نہیں ہو رہے اور استعمال ہونے میں نقصان کس کا ہوگا؟ استعمال کرنے والی قوتوں کے اپنے

مفادات ہوتے ہیں جو وہ ظاہر نہیں کرتیں لیکن استعمال ہونے والے کو بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ان کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔ اسی وجہ سے دونوں ممالک کو ہوشیاری کے ساتھ معاملات کو دیکھنا ہوگا۔

سوال: ہماری طرف سے فی الحال کتنی ہوشیار باشی ہو رہی ہے؟ ٹرمپ اپنی ہر تقریر میں بھارت کے جہازوں کا ذکر کرتا ہے جو پاکستان نے گرائے تھے۔ کیا وہ بھارت کو اشتعال دلانے کی کوشش کر رہا ہے؟

توصیف احمد خان: سی آئی اے کا سٹیشن چیف پاکستان میں رہا ہے۔ اس نے ANI کو انٹرویو دیا اور کہا کہ 2008ء میں ہم حیران تھے کہ بمبئی حملوں کے بعد بھارت نے پاکستان پر حملہ کیوں نہیں کیا۔ گویا انہیں اُمید تھی کہ بھارت حملہ کرے گا۔ پہلگام حملہ کے بعد بھی ان کو یہی اُمید تھی کہ پاکستان کو مار پڑے گی مگر پاکستان نے اچھا جواب دے دیا۔ بھارت چونکہ امریکہ اور اسرائیل کا اتحادی ہے اور ان دونوں نے بھارت کو بہت سپورٹ بھی کیا، تھپکیاں بھی دیں لیکن بھارت وہ رزلٹ نہیں دے پایا جو وہ چاہتے تھے۔ لہٰذا اب وہ ایسی باتیں کر کے بھارت کو غصہ دلا رہے ہیں۔ بھارت میں صہیونیوں کی طرح کا ہی ایک جنونی اور انتہا پسند طبقہ موجود ہے جو گریٹر اسرائیل کی طرح اکھنڈ بھارت کا منصوبہ رکھتا ہے۔ ان دونوں کا آج بھی اعلانیہ اتحاد ہے۔

میزبان: اللہ کے رسول ﷺ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ ہم اپنے ارباب اختیار کو بھی یہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے کسی مومن یا مسلمان بھائی یا اس کے گھر کے ساتھ ظلم نہیں ہونا چاہیے اور افغانستان کے مسلمانوں کو بھی کہتے ہیں کہ آپ دین کے علمبردار ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ نے اسلام کا نظام قائم کیا ہے، شریعت کو نافذ کیا ہے تو آپ کو دین اور شریعت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے تو یہاں تک تعریف کی تھی کہ اگر افغانستان کی طرح ایک اور مسلم ملک میں بھی شریعت نافذ ہو جائے تو دنیا میں انقلاب آجائے گا۔ افغان طالبان کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ اُن کی ترجیحات کیا ہیں؟

توصیف احمد خان: دونوں ممالک کے مسلمان عوام آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر حکومتوں سے غلطیاں ہو رہی ہیں تو عوام کو ایک دوسرے کو دشمن قرار نہیں دینا چاہیے۔ ہمیں اُمت کے تصور کو اجاگر کرنا چاہیے۔

سوال: ہمارے آرمی چیف پہلے مصر گئے، اس کے بعد اردن گئے۔ اس دورے کا مقصد کیا تھا؟ کیا پاکستان بھی غزہ میں اپنی فوج بھیجنے جا رہا ہے؟

توصیف احمد خان: تین ماہ پہلے میں نے یہ سٹوری بریک کی تھی کہ فلسطینیوں کو غزہ سے نکال کر تین ممالک (سوڈان، انڈونیشیا، مراکش) میں بھیجا جا سکتا ہے۔ اب جو نام نہاد سیز فائر ہوا ہے اس میں ایک شق یہ رکھی گئی تھی کہ مسلم ممالک کی فوج فلسطین میں جا کر نظام سنبھالے گی۔ پھر اردن کے بادشاہ کی جانب سے بات سامنے آئی کہ وہ اپنی فوج غزہ میں نہیں بھیجیں گے، ہم صرف ان کو تربیت دے سکتے ہیں۔ گویا کہ اردن کو اندازہ ہو گیا کہ امریکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ پھر ٹرمپ نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر حماس نے خلاف ورزی کی تو ہم اس کو ختم کر دیں گے۔ اس کے بعد اسرائیل 120 مرتبہ جنگ بندی کی خلاف ورزی کر چکا ہے۔ اس کے بعد یہ بات آنی شروع ہوئی کہ انڈونیشیا، آذربائیجان اور پاکستان کی فورسز کو وہاں بھیجا جا سکتا ہے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ پاکستان ہو یا کوئی بھی ملک وہ زبردستی امن قائم نہیں کر سکتا جب تک کہ اسرائیل خود اس امن کا حصہ نہ بنے۔ اگر معاہدے میں اس بات کو شامل نہیں کیا گیا کہ امن فورسز میں حماس بھی شامل ہوگی تو پھر یہ معاہدہ محض فریب تھا جس کا مقصد اسرائیلی قیدیوں کو بازیاب کرانا تھا۔ جب تک عرب ممالک خود کھڑے نہیں ہوتے تب تک اسرائیل پیچھے نہیں ہٹے گا۔ قطر پر حملہ کے بعد عرب ممالک نے کانفرنس بلائی، دو سال میں غزہ کے معاملے پر کیوں نہیں بلائی؟ اصل میں غزہ میں قتل و غارت گری کی وجہ سے امریکہ اور اسرائیل پوری دنیا میں تنہا ہو چکے تھے۔ یہ معاہدہ انہیں دوبارہ میدان میں امن کے داعی کے طور پر لانے کی ایک کوشش ہے۔ جہاں تک امن کی بات ہے تو معاہدے کے تحت سیز فائر کے پہلے فیز میں رفع کراسنگ سے 600 ٹرک روزانہ آنے تھے لیکن ابھی تک کراسنگ نہیں کھولی گئی۔ صرف تجارتی سامان آ رہا ہے جو بہت زیادہ قیمت پر اہل غزہ کو بیچا جا رہا ہے۔ میرا اندازہ یہی ہے کہ امریکہ اور اسرائیل مزید بے عزت ہوں گے۔

سوال: اسرائیل نے حالیہ دنوں میں بھی گریٹر اسرائیل کا ذکر کیا ہے، ہر اسرائیلی فوجی کے بیج پر بھی گریٹر اسرائیل کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ کیا عرب ممالک کو اس خطرے کا احساس ہو گیا ہے یا نہیں؟ اور وہ بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیں گے؟

توصیف احمد خان: جنرل ویزلے نے جو سات جنگوں کا ڈیزائن ترتیب دیا تھا۔ ان میں ایک وہی ایران عراق جنگ تھی جس کی وجہ سے عرب ممالک گرداب میں پھنستے چلے گئے، اس کے بعد عراق نے جب کویت پر حملہ کیا تو وہ بھی اس ڈیزائن میں شامل تھا۔ پھر عراق خود بھی تباہ ہوا، شام، لیبیا اور مصر بھی کمزور ہوئے۔ یہ چیزیں پہلے سے طے تھیں لیکن عرب حکمرانوں نے ان پر غور نہیں کیا۔ اب بھی جب اسرائیل نے قطر پر حملہ کیا تو قطر کی سیکیورٹی کی ذمہ داری امریکہ کے پاس تھی۔ لیکن امریکہ نے اپنا سسٹم ڈاؤن کر دیا اور حملہ ہونے دیا۔ لیکن اس کے بعد بھی قطر نے ایگزیکٹو آرڈر والی گارنٹی امریکہ سے لی ہے۔ یہ حال ہے ان عرب حکمرانوں کا کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ امن دشمن کون ہے۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر آرائیں فیملی سے تعلق، رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم MBBS ڈاکٹر، ہاؤس جاب جاری، قد "5'.4 کے لیے دینی اصولوں اور مزاج کے حامل، ترجیحاً ڈاکٹر (عمر 24 تا 28 سال) لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-6503318

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

2۔ توصیف احمد خان: معروف دانشور، تجزیہ نگار اور وی لاگر

میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان

پاک افغان تنازعہ، حقیقت کیا ہے؟

ابوموسیٰ

گزشتہ چند ماہ میں پاکستان اور افغانستان کے تعلقات بدترین سطح پر پہنچ گئے ہیں۔ ایک طرف پاکستان افغانستان پر الزام لگا رہا تھا کہ T.T.P اور بعض دوسرے دہشت گرد گروہ افغانستان سے پاکستان داخل ہو کر دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں جس سے پاکستان کے بہت سے سرکاری اہلکار اور شہری شہید ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف پاکستان نے معاملات کو حل کرنے کے لیے کسی قسم کے مذاکرات کرنے کی بجائے کابل پر فضائی حملہ کر دیا اور دہشت گردوں کے سربراہ کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا۔ اس سے دونوں ممالک میں جنگ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ افغانستان نے بھی پاکستان کی سرحد کے اندر زمینی حملہ کر کے ہلاکتوں کا دعویٰ کیا۔ عالمی امن کے ٹھیکیدار امریکہ کے صدر ٹرمپ نے کہا ہے کہ اس جنگ کو تو بند کروانا میرے لیے بہت آسان ہے۔ بہرحال چین اور کچھ اسلامی ممالک درمیان میں آئے۔ پہلے اڑتالیس گھنٹوں کا سیز فائر اور قطر میں مذاکرات کا پہلا راؤنڈ ہوا اب ترکی میں دوسرا راؤنڈ ہو رہا ہے۔

پاکستان کے وزیر دفاع نے ان مذاکرات کے دوران اعلان کیا ہے کہ اگر ہمارے مفادات کے مطابق مذاکرات نتیجہ خیز نہ ہوئے تو افغانستان سے ہماری کھلی جنگ ہوگی۔ افغانستان ایک land locked ملک ہے اور جنگ میں اہم ترین اور فیصلہ کن ہتھیار یعنی فضائیہ سرے سے اُس کے پاس ہے ہی نہیں، لہٰذا یہ ایک یکطرفہ جنگ ہی ہوگی۔ اس لیے پاکستان کے وزیر دفاع کا یہ حکم سمجھنا چاہیے کہ معاملات کو ہمارے مفادات میں طے کرو ورنہ ...... ملک میں اس وقت بحث چھڑی ہوئی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کا یہ تنازعہ دونوں میں سے کس ملک کی زیادتیوں اور غلطیوں سے پیدا ہوا ہے۔ حکومتی ذرائع اور اُن کے ہم خیال لوگوں کو سراسر افغانستان نہ صرف غلطی پر نظر آتا ہے بلکہ وہ افغانیوں کو ایک احسان فراموش اور دہشت گردی کو سپورٹ کرنے والی قوم قرار دیتے ہیں، لہٰذا اُنہیں سبق سکھانے کی باتیں کر رہے ہیں۔ جبکہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت پاکستان تحریک انصاف اس تنازعہ اور دہشت گردی کو ماضی سے اب تک اپنی ریاست کی غلط پالیسوں اور خواہ مخواہ کے آپریشنوں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ وہ شدت سے مذاکرات کے قائل ہیں۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ اُن کے دور میں درست پالیسی کی وجہ سے دہشت گردی میں کمی آئی تھی، لیکن پھر سخت اور جنگجوانہ پالیسی کی وجہ سے دہشت گردی نہ صرف دوبارہ شروع ہوگئی ہے بلکہ بہت بڑھ گئی ہے۔ گویا وہ ریاست پاکستان پر تنازعہ بڑھانے کا الزام دیتے ہیں۔

راقم کی رائے میں اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور غیر جانبدار ہو کر حالات کا تجزیہ کیا جائے تو دونوں طرف کی غلطی سامنے آئے گی۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ چند سال پہلے تک ریٹائرڈ جرنیل بڑے بڑے جرنلسٹ اور آج کے وہ حکمران جو پہلے اپوزیشن میں تھے، وہ عوامی جلسوں میں باآواز بلند کہتے رہے ہیں کہ یہ دہشت گردی ہمارے اپنوں کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ کسی کا نام یا نعرے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ڈالر ڈالر کی آوازیں بھی زیادہ پرانی بات نہیں ہے۔ محاورے کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ کل کی بات ہے اور آج کی اپوزیشن میر صادق اور میر جعفر کے طعنے بڑی فصاحت اور بلاغت سے دیتی تھی۔ راقم کی مراد ہے کہ ہماری ایلیٹ خاص طور پر سیاست دانوں نے دہشت گردی کو کبھی اُس طرح سنجیدہ نہیں لیا جیسے لیا جانا چاہیے تھا۔ وہ اپنے اپنے سیاسی مفادات کا کھیل کھیلتے رہے۔ اسٹیبلشمنٹ کبھی بہت بُری اور کبھی بہت اچھی۔

تازہ ترین صورتِ حال یہ ہے کہ دہشت گردی کا سارا ملبہ افغانستان پر ڈال دو، لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ افغانستان اس حوالے سے بالکل بے قصور ہے۔ مجموعی صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے اور پاکستان کی تاریخ کو بالکل آغاز سے کھنگالا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ غلطی دونوں اطراف سے ہے، البتہ دیانت داری کا تقاضا ہے کہ تسلیم کیا جائے پاکستان نے غلطیوں اور زیادتیوں کے انبار لگائے۔ افغانستان نے بھی غلطیاں کیں لیکن افغانستان کبھی اس قابل ہی نہ تھا کہ بڑی زیادتیوں کا ارتکاب کرسکتا ہے۔

آیئے آغاز سے جائزہ لیں کہ دونوں اطراف سے کیا اغلاط اور زیادتیاں ہوئیں اور دونوں اس کے کیا جواز پیش کرتے ہیں؟ 1947ء میں پاکستان قائم ہوا تو افغانستان دنیا کا واحد ملک تھا جس نے اقوام متحدہ میں اُس کی انٹری کی مخالفت کی۔ گویا افغانستان نے زیادتی کا آغاز کیا جب ہندوستان جیسے ملک نے مخالفت نہیں کی تھی جو تقسیم ہند کے خلاف تھا تو افغانستان نے یہ بدنامی اپنے سر کیوں لی۔

حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کو سپر پاورز کا قبرستان کہا جاتا ہے یقیناً یہ درست بات ہے اور تاریخ کا فیصلہ اسی طرح نظر آتا ہے ایک عرصہ پہلے وہ برطانیہ جو اپنے وقت کی سپریم پاور تھی اُسے وہاں دفن کر چکا تھا۔ بعدازاں اُس نے سوویت یونین اور امریکہ کو ذلیل وخوار کر کے اپنے ملک سے نکالا۔ اگرچہ پاکستان کا اس میں اہم رول رہا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ راقم کو افغانستان سے اور افغان طالبان کی حکومت سے جو اختلاف پیدا ہوا، وہ اُن کے وزیر خارجہ ملا امیر متقی کے حالیہ بھارت کے دورے پر ہوا۔ افغانستان ایک خودمختار آزاد ملک ہے، اُس کے لیڈر جہاں چاہیں جس کسی ملک کا بھی دورہ کریں، یہ اُن کا حق ہے۔ لیکن راقم کو اُن کے دورے کے دوران اختلاف بعض واقعات اور افغان طالبان کے اس لیڈر کے افعال اور طور طریقے سے ہوا۔ (1) وہاں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں ایک خاتون صحافی بھی تھی حضرت نے خاتون کی موجودگی پر اعتراض کیا۔ دہلی انتظامیہ نے اُس خاتون کو نکال دیا۔ اس پر وہاں کی اپوزیشن نے طوفان اٹھا دیا۔ اگلی پریس کانفرنس میں انتظامیہ نے کئی خواتین عین سامنے بٹھا دیں حضرت نے خاموشی اختیار کر لی۔ اعتراض یہ ہے کہ یا تو پہلے بھی اعتراض نہ کرتے اور اگر کیا تھے تو اُس پر بعدازاں بھی قائم رہتے۔ (2) ایک سیمینار سے خطاب کرنے تشریف لے گئے وہاں سٹیج پر جو فلیکس لگا ہوا تھا اُس پر بامیان کے بُت بنے ہوئے تھے، جس کو ملا عمر نے پاش پاش کر کے ساری دنیا کی مخالفت مول لی تھی۔ (3)BJP مسلمان دشمنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ راقم یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ افغان طالبان کا نمائندہ اُن کے ملک جا کر اس پر کھلم کھلا تنقید کرتا لیکن یہ تو کہا جاسکتا تھا کہ ہم افغانستان میں اقلیتوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ بھارت سمیت تمام دنیا اپنی اقلیتوں سے اچھا سلوک کرے۔ (4) افغانستان پاکستان کی وجہ سے ہرگز بھارت سے تعلقات خراب نہ کرے

لیکن اللہ کے شیدائی اور اسلامی نظام کے داعی کی حیثیت سے قرآن پاک کے اس حکم کے بارے میں اپنے رویے کی وضاحت کریں کہ اللہ مشرکوں سے تعلق رکھنے کے حوالے سے کیا حکم دیتا ہے۔ (5) اللہ کے رسول ﷺ نے دشمن کی لاشوں کی بے حرمتی کے حوالے سے کیا حکم دیا ہے کیا افغان طالبان کا اسلام پاکستان کے مسلمان فوجیوں کی لاشوں کا مثلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ بہرحال افغان طالبان کی حکومت جس کے بارے میں راقم کی رائے یہ ہے کہ دنیا بھر میں اُن کی واحد حکومت ہے جو اسلامی نظام کے قریب ہے۔ اُس ملک کے وزیر خارجہ کا ایک ہفتہ ایسے ملک میں قیام کرنا جو اسلام دشمنی میں دنیا بھر میں سرفہرست ہے، بذاتِ خود ایک اچھا منظر پیش نہیں کرتا جس پر راقم اظہارِ افسوس کے سوا کیا کر سکتا ہے۔

اب آ جائیے پاکستان کی طرف سے ہونے والی غلطیوں اور زیادتیوں کی بھاری بھر کم فہرست کی طرف۔ علاوہ ازیں اس دعویٰ کی طرف کہ پاکستان نے افغانیوں پر بڑے احسان کیے اور وہ بڑے احسان فراموش ہیں۔ احسانات کے حوالے سے خاص طور پر لاکھوں مہاجر افغانیوں کو پناہ دینے اور اُنہیں خوراک مہیا کرنے کا بہت ذکر کیا جاتا ہے اور یہ غلط بھی نہیں پاکستان نے ایک عرصہ تک ان پناہ گزینوں کا بوجھ اٹھائے رکھا اور یہ یقیناً کوئی ایسی بات نہیں جسے معمولی کہا جائے یا اُس سے صرفِ نظر کیا جائے۔ لیکن دوسری طرف احسان کا کوہِ ہمالیہ ہے جو افغانیوں نے ہم پر کیا تھا۔ اُسے فراموش کرنا انتہائی بداخلاقی کا مظاہرہ ہوگا۔ وہ احسان کیا تھا؟ اُسے سمجھنے کے لیے ماضی میں جانا پڑے گا اور تاریخ کا گہرائی اور باریک بینی سے مطالعہ کرنا ہوگا۔

پاکستان کا قیام یقینی طور پر اصلاً تو مسلمانانِ برصغیر کی جانی اور مالی قربانیوں کا نتیجہ تھا۔ لیکن قدرت نے کچھ اُس کے لیے ماحول بھی بنایا تھا اور عالمی سطح پر حالات بھی سازگار کیے تھے۔ دوسری جنگِ عظیم کے نتیجہ میں دو عالمی قوتیں سامنے آئیں امریکہ اور سوویت یونین یہ دونوں قوتیں سیاسی اور معاشی حوالے سے متضاد و نظام ہائے زندگی کی علمبردار تھیں۔ برصغیر میں جب آزادی کی تحریک چل رہی تھی تو ہندو جماعت کانگرس اور برطانیہ میں اُس وقت کی لیبر پارٹی کی حکومت پاکستان کے قیام کی شدید مخالفت کر رہی تھیں۔ جبکہ امریکہ جو اُبھرتی ہوئی سپر پاور تھی، اُس کے لیے اہم ترین معاملہ سوویت یونین کو آگے بڑھنے سے روکنا تھا۔ یہاں رک کر یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ہندوستان کی ہندو آبادی میں کمیونزم تیزی سے پھیل رہا تھا۔ کانگرس کے بعض لیڈر برطانیہ کو خوف زدہ کرنے کے لیے بھی اپنا رجحان سچا یا جھوٹا کمیونزم کی طرف ظاہر کر رہے تھے۔ اس پر امریکہ کو تشویش تھی۔ لہٰذا 1946ء میں امریکہ کے ایک اعلیٰ سطح حکومتی وفد نے ہندوستان کا دورہ کیا اور اُن کے قائداعظم سے بھی طویل مذاکرات ہوئے۔ وفد کی واپسی پر قائداعظم نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان خطے میں امریکہ کے مفادات کا تحفظ کرے گا۔

دوسری طرف اگرچہ سوویت یونین کی طرف سے سرکاری طور پر تو کسی نے مسلم لیگ کے رہنماؤں سے ملاقات تو نہیں کی لیکن سوویت یونین کے حق میں بھی اگرچہ بڑی کم تر سطح پر لیکن لابنگ ہوتی رہی۔ خاص طور پر اُس وقت کے بعض مسلمان ادیب اور شاعر اُس سے متاثر نظر آئے۔ اُسی زمانے میں ایک ناکام فوجی بغاوت (coup) تاریخ کا حصہ ہے۔ وہ بغاوت بھی اُن لوگوں سے متاثر تھی جو ''ایشیا سرخ ہے'' کا نعرہ زوردار طریقے سے لگا رہے تھے۔ اب اس بات کو جاننے کی کوشش کریں کہ جس شے کو خان عبدالولی خان اور اُن کے ہمنوا بڑا اچھالنے کی کوشش کرتے رہے اور جس پر اُنہوں نے قائداعظم کو انگریز کا ایجنٹ قرار دینے سے بھی دریغ نہ کیا، وہ درحقیقت تھی کیا؟ امریکہ چاہتا تھا کہ کمیونسٹ اور لادین سوویت یونین اور وہ بھارت جہاں کمیونزم کے جراثیم موجود تھے، اُن کے درمیان ایک مذہبی ریاست وجود میں آ جائے تاکہ سوویت یونین اور اُس کے معاشی و سیاسی نظام کے راستے کو روکا جا سکے۔ افغانستان کو سوویت یونین گھڑے کی مچھلی سمجھتا تھا اور امریکہ کو افغانستان سے کوئی توقعات نہیں تھی۔ تاریخی شہادتیں موجود ہیں کہ برطانیہ پر امریکہ نے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ تقسیم ہند کے راستے میں حائل نہ ہو۔

جنگ عظیم دوئم میں فتح کے باوجود برطانیہ بُری طرح زخمی تھا اور امریکہ کے سامنے بے بس نظر آتا تھا۔ لہٰذا پاکستان کے قیام کے مخالف ہونے کے باوجود برطانوی حکومت عملی طور پر کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھی۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہ وضاحت لازم ہے کہ راقم عبدالولی خان کے نقطہ نظر کا حامی ہرگز نہیں۔ سادہ سی بات ہے کہ کوئی فرد، گروہ یا ریاست کسی بھی وجہ سے آپ کے مشن میں مددگار ثابت ہو رہی ہے تو وہ مدد آپ کیوں نہ لیں۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ایسی مدد نہ لینا اپنے مشن سے غداری کے مترادف ہوگا۔

قصہ کوتاہ برصغیر کی تقسیم اور بھارت سوویت یونین کے بیچ ایک مذہبی ریاست کا قیام درحقیقت الحاد کی بنیاد پر کھڑی ایک سپر پاور کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ تھا، جس پر سوویت یونین تلملا اُٹھا۔ سوویت یونین اور امریکہ میں جو برتری کی دوڑ چل رہی تھی، اُس میں معاشی طور پر امریکہ اور ایٹمی اور خلائی دوڑ میں اُس وقت سوویت یونین قدرے آگے نظر آتا ہے۔ افسوس قائداعظم کے بعد ہمارے سیاسی اور فوجی حکمرانوں نے امریکہ سے دوستی سے آگے بڑھ کر سرنگوں ہونے کا رویہ اختیار کر لیا جس سے بھارت کا رجحان سوویت یونین کی طرف بہت زیادہ ہوگا۔ دوسری طرف عسکری برتری کے زعم میں مبتلا سوویت یونین اس خطے سے امریکہ کو نکال باہر پھینکنا چاہتا تھا۔

کیا افغانستان پر اپنے احسان جتانے والے معزز پاکستان کے شرفاء اس سوال کا جواب دیں گے کہ افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ سے لے کر سوویت یونین کے افغانستان میں داخل ہونے تک کیا تمام حکمران سوویت یونین کے تابع نہیں تھے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے پھر سوویت یونین نے اپنی افواج افغانستان میں داخل کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی۔ ایک ایسے land locked ملک میں جہاں غربت ہی غربت تھی؟ بعض عسکری ماہرین کا خیال ہے کہ وہ گرم پانیوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔ یہ بات بھی ممکن ہے لیکن اصل بات یہ تھی کہ وہ اپنے اور بھارت کے درمیان ایک نام نہاد ہی سہی مذہبی ریاست ختم کر کے امریکہ کو اس خطے سے نکالنا چاہتا تھا۔ جس سے سرمایہ دارانہ نظام کے عالمی سطح پر بھی شکست زدہ ہونے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی زعم کے تحت وہ افغانستان میں داخل ہوا۔ اُس وقت کی سوویت یونین کی عسکری قوت اور پاکستان کی حالت کا اندازہ کریں تو پاکستان شاید پورے ایک دن کی مار بھی نہ تھا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اُس کے اندازے اس لیے غلط ثابت ہو گئے کیونکہ افغانستان کے مجاہدین نے اُسے افغانستان میں ہی الجھا کر رکھ دیا اور وہ پاکستان کی طرف بڑھ ہی نہ سکا۔ یہاں بھی عوام کو ایک غلط بات بتائی جاتی ہے کہ افغانستان کی جنگ تو پاکستان نے لڑی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سوویت یونین افغانستان میں داخل ہوا تو امریکہ نے برملا کہا تھا کہ افغانستان تو سوویت یونین لے گیا۔ اب ہمیں پاکستان کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ اور پاکستان دونوں اُس وقت حیران ہی نہیں ششدر رہ گئے جب روسی مجاہدین نے مزاحمت شروع کر دی اور افغانستان کی زمین سوویت فوجیوں کے لیے گرم کر دی۔ تب امریکہ کی آشیرباد پر مالی

اور اسلحی مدد پاکستان کے توسط سے افغان مجاہدین کو ملی۔ سوویت یونین کو شکست وریخت سے دوچار کرنے میں یقیناً امریکہ اور پاکستان کا ہاتھ ہے، وہ مددگار ضرور بنے لیکن جنگ تو اصلاً مجاہدین ہی نے لڑی۔

تاریخ پر بحث کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ معلوم ہو کہ احسان کس کا بڑا ہے پاکستان کا جس نے پناہ گزینوں کی مدد کی، اُنہیں سنبھالا اُنہیں خوراک دی یا اُن کا زیادہ تھا جنہوں نے سوویت یونین کے اُن عزائم کو خاک میں ملا دیا جن کے مطابق وہ پاکستان کو روند کر بھارت تک اپنی سرحدیں لے جانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ سوویت یونین کے لیے ناممکن تھا لیکن اسے ناممکن بنانے کے لیے بھی کسی ذریعے یا واسطے کی ضرورت تھی یا نہیں، اس سے انکار تاریخی اور زمینی حقائق سے انکار ہوگا۔

احسان کے حوالے سے مسکت جواب کے بعد آگے بڑھتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی ایک دوسرے کے خلاف زیادتیوں سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔ پاکستان کی جانب سے ایک ایسی حرکت کا ذکر کرتے ہیں کہ اُس نے اپنے برادر ہمسایہ اسلامی ملک سے کتنی بڑی زیادتی یا ظلم کیا۔ کم از کم راقم اردو کی جس قدر لغت جانتا ہے، اُس زیادتی کی مذمت میں الفاظ دستیاب نہیں ہیں۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکہ افغانستان پر اپنی پوری قوت اور نیٹو کو ساتھ ملا کر حملہ آور ہو گیا۔ پاکستان میں نواز شریف کی عوامی حکومت کا تختہ الٹ کر پہلے ہی مشرف کو برسر اقتدار لایا جا چکا تھا۔ پاکستان امریکہ کا صفِ اوّل کا حلیف بن گیا۔ پاکستان نے اپنے کچھ ایئر بیس مکمل طور پر امریکہ کے حوالے کر دیئے۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینے میں کوئی حرج نہیں کہ اُس وقت ایئر چیف نے سرگودھا کا ایئر بیس دینے سے انکار کر دیا جس پر اُسے تین دن قید (حبسِ بے جا) رکھا گیا۔ بعد ازاں وہ ایئر چیف ایک حادثہ کے شکار ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ پاکستان کے ایئر بیس سے افغانستان پر امریکی سرکاری ریکارڈ کے مطابق ستاون (57) ہزار حملے کیے گئے۔ افغانیوں کی پاکستان سے زیادتیاں بیان کرنے والے تصور کریں کہ اگر خدانخواستہ خدانخواستہ کوئی سپر پاور افغانستان کے ایئر بیس استعمال کرتے ہوئے پاکستان پر سات (7) ہزار حملے ہی کر دیتی، کیا ہم نے اُسے تا قیامت تک معاف کر دینا تھا اور کرنا چاہیے بھی نہ تھا۔

بتایا جاتا ہے کہ پاکستان دنیا کے اُن تین ممالک میں سے تھا جنہوں نے ملّا عمر کے افغانستان کو تسلیم کیا تھا بالکل درست ہے۔ لیکن یہ بھی تو دنیا کو بتائیں کہ جدید دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جس نے اپنے ملک سے سفارتی تعلقات رکھنے والے ملک کے سفیر ملّا عبدالسلام ضعیف کو سربازار پیٹا اور امریکہ کے حوالے کر دیا۔ جدید تاریخ میں کم از کم راقم کے علم میں ایسی کوئی مثال نہیں۔ ملّا ضعیف نے اس پر باقاعدہ ایک کتاب لکھی ہے۔ بعض ''دانشور'' اس حوالے سے اتنے بے خبر ہیں، وہ کیمرے کے سامنے بیٹھ کر عوام کو بتاتے ہیں کہ افغان طالبان اتنے بے شرم اور بے حیا ہیں کہ ایک مسلمان عورت عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کر دیا۔ راقم کی یادداشت کے مطابق آج تک افغان طالبان نے کسی عورت کو کیا کسی مرد کو بھی امریکہ کے حوالے نہیں کیا۔ یہ کارہائے نمایاں صرف ہم نے انجام دیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اُس وقت کی بات ہے جب امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ افغان طالبان پہاڑوں میں پناہ لے کر گوریلا جنگ کر رہے تھے۔ اُن دنوں میں جنرل پرویز مشرف نے عافیہ کو کراچی سے اٹھا کر بگرام ایئر بیس پہنچایا تھا۔ وہاں سے اُسے امریکہ منتقل کر دیا گیا تھا۔ امریکہ کی خواہش پر ہم نے اپنے قبائلیوں پر بھی بہت بمباری کی، ڈرون حملے کروائے اور کیا کچھ نہ کیا، یہ الگ داستان ہے۔ بہرحال اصل بات یہ ہے کہ بمباریوں سے افغانیوں کو مارا اور کچلا تو جا سکتا ہے، نہ امن قائم ہو سکتا نہ دہشت گردی رک سکے گی۔ اس کے لیے بڑی حکمت سے مذاکرات کرنا ہوں گے اور ٹارگٹڈ کارروائیاں کرنا ہوں گی۔ تاریخ سے عیاں ہے کہ صرف بندوق سے یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہوگا۔ ❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 تا 29 اکتوبر 2025ء)

جمعرات 23 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 24 اکتوبر: خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد، نیا ناظم آباد، کراچی میں ''اسلام کے عادلانہ نظام کے فیوض و برکات --- مگر کیسے؟'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

ہفتہ 25 اکتوبر: صبح نائب ناظم اعلیٰ، جنوبی پاکستان زون 1 انجینئر نعمان اختر صاحب کے ساتھ حلقہ بلوچستان کے تنظیمی ودعوتی دورہ کے لیے کوئٹہ روانگی ہوئی۔ سہ پہر چار بجے سے قبل تا نمازِ مغرب مرکز حلقہ میں حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ باہمی تعارف کی نشست اور سوال وجواب کا اہتمام ہوا۔ اس دوران حلقہ کے ناظم مالیات عدنان صدیقی صاحب کے انتقال کی خبر آئی۔ امیر حلقہ اور چند ذمہ داران اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ بعد نمازِ مغرب تا رات 9:00 بجے تک کل رفقاء اجتماع میں حلقہ اور نئے رفقاء کے تعارف، سوال جواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

اتوار 26 اکتوبر: صبح مرحوم عدنان صدیقی صاحب کے گھر ان کے بھائی اور صاحبزادے سے تعزیت کے لیے جانا ہوا۔ دن میں پریس کلب کوئٹہ کے ہال میں ''قرآن، صاحب قرآنؐ اور امت مسلمہ'' کے موضوع پر خطاب کیا اور بعد ازاں شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد نمازِ عصر مرکز حلقہ میں زیرِ دعوت چند احباب سے ملاقات ہوئی اور تنظیم کی دعوت اور طریقہ کار کے حوالہ سے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد نمازِ مغرب تا رات 9:00 بجے تک چند علماء اور ائمہ مساجد سے ملاقات ہوئی۔ چند شرکاء کے اصرار پر تنظیم کی دعوت اور منہج پر مفصل گفتگو کی۔ بعد ازاں بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ اور تنظیم سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔

پیر 27 اکتوبر: دن میں کوئٹہ سے کراچی واپسی ہوئی۔

بدھ 29 اکتوبر: بعد نمازِ مغرب ایک حبیب کے والد کے انتقال پر تعزیت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا اور اس موقع پر تذکیری گفتگو فرمائی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتققہ ترجمہ ونصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ چند رفقاء واحباب سے عیادت اور تعزیت کے حوالہ سے رابطہ کیا۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام جاری ہے۔ الحمدللہ!

قریب آ گئی شاید......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا انقلابات کی زد میں ہے۔ انقلاب، زندگی، اس میں بے قراری، غور وفکر، بدلنے کی خواہش کی زبردست علامت ہے۔ یہ جیتے جاگتے، زندہ ضمیر لوگوں کے سینوں میں فکر وتدبر اور کچھ کر گزرنے کی چاہت سے ایک طوفان برپا ہے جو احساسات کی دنیا میں متعدی، چھوت کی بیماری کی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے۔ ابتدائی نتائج ہنگامہ خیز ہوتے ہیں۔ جتنا دبانے کی مصنوعی کوششیں ہوتی ہیں، اس میں اتنی ہی شدت پیدا ہوتی ہے۔ گویا پورا بدن لال بھبھوکا ہو کر دروڑوں، دھپڑوں (Skin Rash) سے بھر جائے۔ یہ ردعمل، 'الرجی' کی طرح ہوتا ہے۔ جس کی تہہ، وجہ تک پہنچے بغیر علاج شافی نہیں ہوتا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی! آج دنیا استعماریت (Colonization) کے چہرے بدل بدل کر انسانیت کے وجود میں کچوکے لگانے پر شدید ردعمل کا نتیجہ ہے۔ جو مغرب، لاطینی جنوبی امریکہ، افریقہ سے لے کر پورے کرۂ ارض پر وبا بن کر پھیلا ہے۔ دوسال اسے نرمی، بدترین سختی، جیلوں، کیریئر تباہ کرنے، کچل ڈالنے، دھمکانے کی ہر کوشش ناکام ہو چکی۔ ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا، مگر یہ مسئلہ 'غزہ' رہا وہیں کا وہیں۔ 7 اکتوبر 2023ء طوفان الاقصیٰ نے ایک جھکڑ، گردشی تیز رفتار طوفان، 'ہری کین' کی صورت اختیار کرلی۔ جس طرح سے Hurricane طوفان مرکز میں ملبہ، مٹی، گرد اور بارش بھری ہوتی ہے۔ تیز رفتار ہوا کی چیخ چنگھاڑ، شاں شاں دہلاتی آواز ہوتی ہے۔ وہی سب غزہ میں مرکز بنا گردشی طوفان تھا، جس کے ظلم کے جھکڑ، بمباریوں، درندگی کے بے پناہ مظاہر کے اثرات دنیا کے کونے کونے تک محسوس کیے گئے۔ آسمان تک اڑتی لاشیں، سر کٹے بچے، ملبے میں شرق تا غرب دبے ایک ایک رہائشی عمارت کے سینکڑوں مکین جو بلا مبالغہ اب دس لاکھ تک کل تعداد پہنچ گئی ہوگی۔

نتیجہ اس طولانی تمہید کا یہ ہے کہ ایک طرف امریکہ اور مغربی حکمراں، (اور ان کی بغل میں چپکے کھڑے مسلم حکمران بھی) اسرائیلی عزائم کو آخری انتہا تک جانے دے رہے ہیں یعنی گریٹر اسرائیل بناڈالنے، الاقصیٰ پر قبضہ، فلسطینی یا صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں یا علاقے سے مکمل انخلاء ہو۔ اس پر کچھ دم لے کر اسرائیل کو جانے دیا جائے۔ مگر اس تعاون کے عوض مذکورہ مسلمان ملک محفوظ رہیں!

البتہ دنیا کا دھیان بٹانے کو طرح طرح کی کانفرنسوں، ان کے اعلامیوں، یقین دہانیوں کے پس پردہ عزائم دنیا کے عوام، بالخصوص Gen-Z بخوبی بھانپ چکی ہے۔ چنانچہ ان کے مظاہروں، احتجاج، مطالبات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ حال ہی میں آئرلینڈ میں صدر منتخب ہونے والی کیتھرین کونولی نے دنیا سے دوٹوک اپنے موقف کا اظہار غزہ کے حوالے سے کیا: 'فلسطینیوں کو اپنی قیادت کا فیصلہ خود کرنے کے حق کا احترام کریں۔ کوئی غیر ملکی طاقت یہ اتھارٹی نہیں رکھتی کہ وہ یہ فیصلہ صادر کرے کہ فلسطینیوں کی نمائندگی کون کرسکتا ہے۔ آئرلینڈ کے اپنے استعمار (تلے دبے رہنے) کے تجربات کے پیش نظر میں بہت چوکس، حساس، محتاط ہوں کسی آزاد قوم کو یہ بھاشن دینے کے لیے کہ وہ اپنا ملک کیسے چلائیں۔ RTE نیوز اور ورجن میڈیا پر انہوں نے انتخابات سے پہلے 30 ستمبر کو جو انٹرویو دیا اس میں دوٹوک کھرے رویے کی حد حیران کن تھی۔ حماس کو انہوں نے فلسطینی قوم کا رگ وریشہ (part of fabric) قرار دیا۔ اس پر شدید چبھن ہوئی اسرائیل اور اسرائیل نوازوں کو جب انٹرویو میں اس پر وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگیں، 'انتخابات میں عوام نے انہیں منتخب کیا تھا۔ بھاری اکثریت نے اُن کی حمایت کی تھی۔ وہ اپنے معاشرے کی سول سوسائٹی کا حصہ ہیں۔ ہم اموات کی تعداد کے لیے انہی کے اعداد وشمار پر بھروسا کرتے ہیں'۔ جب حماس کے دہشت گرد قرار دیئے جانے پر کیتھرین سے پوچھا تو کہنے لگیں، 'یہ تو ایک نام ہے جو انہیں دیا گیا ہے۔ اسرائیل ایک دہشت گرد ریاست کے طور پر کام کر رہی ہے۔ ہم اسے وہی پکاریں اور کہیں گے جو وہ کررہے ہیں۔ وہ بالکل کنٹرول سے باہر ہیں۔ نہایت واشگاف ہمدردی، حمایت اہل غزہ سے اس پورے انٹرویو میں اور اسرائیل پر تنقید کے باوجود آئرلینڈ کے عوام نے انہیں بھرپور حمایت دے کر صدر بنایا ہے۔ یہ عوام کا غزہ اسرائیل جنگ پر بھی ریفرنڈم ہے۔ یاد رہے کہ آئرلینڈ کے عوام نے دوسال اس تنازعے میں غزہ کا بے پناہ ساتھ دیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو حقائق خوفناک حد تک دل شکن، اعصاب شل کر دینے والے ہیں۔ یہ منظر دیکھیے: غزہ کی ایک اور بیٹی آلاء ملبے میں سے اپنے باپ کی باقیات نکالے کھڑی ہے جہاں اُس کے خاندان کے 35 افراد دب مرے۔ باپ کو پہچان کر اس کے پڑے ڈھانچے پر سے کھوپڑی ہاتھ میں اٹھائے کھڑی ہے۔ ضمیر عالم سے سوال کر رہی ہے: کیا دنیا میں کوئی اپنے باپ کو اس حال میں دیکھنا گوارا کرسکتا ہے؟ کیا اب میری یادوں میں باپ کی یہی تصویر چپکی رہے گی؟ شرم کا مقام ہے!' (وہ شرم الشیخ میں بیٹھنے والوں مالدار شیوخ اور مسلم کٹھ پتلیوں سے سوال کرتی ہے!) عرب کہاں ہیں؟ ریڈ کراس؟ یو این؟

الحمدللہ باقی دنیا زندہ ہے! اداروں اور حکومتوں کے ہاتھ ان کی نوکریوں، مفادات اور زیادہ تر بے حسی نے باندھ رکھے ہیں۔ ورنہ ایک معروف فٹ بال کوچ Pep Guardiola نے تو کہا: 'جو ہم غزہ میں دیکھتے ہیں وہ نہایت تکلیف دہ ہے۔ میرا پورا جسم درد کرتا ہے (اس دکھ سے۔) یہ نظریے کی بات نہیں، زندگی سے محبت کی بات ہے۔ یہ خاموش رہنے سے انکار کی بات ہے جو اس وقت نہایت اہم ہے۔' اتنے ہی درد سے آسٹریلیا کی ریاست تسمانیہ کا سینیٹر نک میکم جارحانہ انداز سے غزہ پر ظلم کے خلاف چلا رہا ہے۔ دنیا ان امن پلانوں کے جھانسے میں آنے کو تیار نہیں۔ حکومتوں پر یلغار ہے۔ بات جو سپینی نژاد مانچسٹر میں معروف فٹ بال کوچ نے کہی۔ ہمیں یہ حدیث یاد دلاتی ہے، جو پوری امت کو جسد واحد قرار دیتی ہے۔ جس کے ایک عضو کی تکلیف پورے بدن کو بخار میں مبتلا کر دیتی، درد کا باعث بنتی ہے! یہ درد (ہمارے سپین میں بہے شہداء کے خون کے عوض) سپینی فٹ بالر کے حصے آگیا! ہم آپس میں الجھنے، بگڑنے جھگڑنے سے فارغ نہیں۔ سیکولرازم کے جام پیئے گزشتہ 25 برسوں سے امریکہ کے ہاتھ پر بیعت کیے بیٹھے ہیں۔ اب اسرائیل کے ساتھ صہیونی معاہدے کے بندھن میں بندھنے کے راستے تلاش کر رہے ہیں۔ مسلم ممالک کو درجہ بہ درجہ بڑے

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

سوال 10: معاصر اسلامی بینک متعین منافع کے مروّجہ طریقے‘ جیسے مرابحہ اور مشارکہ متناقصہ وغیرہ کی جو شکلیں استعمال کر رہے ہیں کیا وہ مقاصد شریعت کے مطابق ہیں اور کیا انہیں سود کا صحیح اسلامی متبادل سمجھا جاسکتا ہے؟

جواب: اس سوال کا ایک مختصر اور سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ متعین منافع کے مروجہ طریقے جیسے مرابحہ اور مشارکہ متناقصہ جو عہد حاضر کے اسلامی بینکوں میں رائج اور مستعمل ہیں وہ اپنی حالیہ مروّج شکلوں میں شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور اسی لیے انہیں سود کا حقیقی متبادل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان طریقہ ہائے تمویل کے بارے میں وہ علماء جو اسلامی بینکاری کے ماہرین تصور کیے جاتے ہیں‘ بھی اس رائے کے حامل ہیں کہ انہیں شریعت کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے صرف انتہائی ضرورت کے موقع پر استعمال کرنا چاہیے۔ چنانچہ مولانا محمد تقی عثمانی اس بارے میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اسلامی بینکاری اپنے بنیادی تقاضوں کو پورا نہیں کر رہی‘ نہ ہی مشارکہ کی طرف کسی قسم کی پیش رفت کی قابل ذکر کوششیں موجود ہیں۔ مرابحہ‘ اجارہ وغیرہ کا استعمال بھی روایتی معیارات LIBOR وغیرہ کے ’’فریم ورک‘‘ میں ہوتا ہے جس کا آخری نتیجہ مادی طور پر سودی معاملے سے مختلف نہیں ہوتا۔ بعض اسلامی بینکوں میں یہ بات محسوس کی گئی ہے کہ ان میں مرابحہ و اجارہ کو بھی ان کے شرعاً مطلوب طریق کار کے مطابق اختیار نہیں کیا جاتا۔‘‘

(اسلامی بینکاری کی بنیادیں‘ حقیقت پسندانہ جائزہ‘ ص 49-248) (جاری ہے)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1287 دن گزر چکے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ بلوچستان کے منفرد ملتزم رفیق محترم عدنان صدیقی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 2 کے ناظم بیت المال محترم سہیل احمد سومرو کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0336-2843754

☆ حلقہ کراچی وسطی، سندھ بلوچ سوسائٹی کے رفیق جناب سید محمد اشعب کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0331-2127199

☆ تنظیم اسلامی لاہور غربی کے ملتزم رفیق محترم چودھری محمد جمیل اختر کے سمدھی محترم محمد سہیل ارشد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0334-9751067

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے امیر محترم محمد آصف سلاج کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0301-8093738

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اہتمام سے کمزور اور معاشی طور پر مفلوج، بین الاقوامی معاشی اداروں کا دست نگر بنا دیا ہے۔ خانہ جنگیوں کے فتنے اٹھا کر قوت سلب کر لی۔ سوڈان، یمن، لیبیا، مراکش کسی نہ کسی صورت اپنی بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ ادھر غزہ میں دو مسلم ممالک کے ساتھ پاکستانی فوج کی تعیناتی کی خبر عالمی بشمول اسرائیلی میڈیا میں گردش کر رہی ہے! اگرچہ تاحال کوئی باضابطہ سرکاری اعلان نہیں ہوا لیکن سیاسی، سماجی حلقوں میں اس پر شدید تشویش کا سلسلہ چل پڑا ہے! (ڈان: 28، 29 اکتوبر)

پاکستان نے 20 سال امریکہ کی جنگ لڑی، برادر ملک کے خلاف۔ ساری قربانیوں کے باوجود ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیجیے، ہمی پر امریکہ نے اپنی شکست کا الزام منڈھ دیا۔ اب ٹرمپ طویل ملاقاتوں میں نجانے مزید کیا پھونک بیٹھا ہے جو آپس میں پھر الجھ بیٹھے ہیں۔ استنبول مذاکرات کی ناکامی کے باوجود تعلقات سلجھانے کی کوشش جاری رہنی چاہیے۔ بھارت الجھاؤ کا فائدہ اٹھانے سے گریز نہ کرے گا۔ مہینہ بھر کی ہماری سرحدات پر اس کی فوجی مشقیں؟ اسے اسرائیل امریکی گٹھ جوڑ اور عزائم کا تسلسل سمجھیے۔ امریکہ نے 8 مسلم ممالک کو یو این جنرل اسمبلی کے اجلاس میں بٹھا کر اپنی راہیں ہموار کیں۔ اب ملائیشیا آسیان کانفرنس کے موقع پر نجانے وہاں کیا پٹیاں پڑھائی ہیں۔ ساری تیاری گریٹر اسرائیل، ملحمۃ الکبریٰ کی ہے۔ مسلمان آمدِ دجال، علامات قیامت، باب الفتن کی احادیث سے منہ موڑے بیٹھے جانتے ہی نہیں۔ مغرب اسرائیل سے سر جوڑ کر پچھلی صدی سے ایک ایک حدیث بارے ساز و سامان کر رہا ہے۔ اب خراسان سے اٹھنے والے لشکر کا اہتمام روکنے کی فکر ہے۔ سو افغانستان پاکستان جوان کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے، اسے قابو میں رکھنے اور اپنی ڈال دینے کا اہتمام ہے۔ تاہم اللہ کا پلان برتر ہو کر رہتا ہے اور ہوگا! پوری دنیا انقلاب کی تیاری میں ہے۔ شناخت LGBTQ میں کھو دینے والے، دیوانہ وار، مردانہ وار غزہ کے غم میں حیات نو پا رہے ہیں۔ سو خدانخواستہ ہم سے یہ قافلہ چھوٹ گیا تو وہ بازی لے جائیں گے۔ فلوٹیلا کہانیاں اور اسرائیلی جیلوں میں پٹ کر بھی پُرعزم گریٹا جیسوں کو ہی دیکھ لیں!

دلوں میں ولولۂ انقلاب ہے پیدا
قریب آ گئی شاید جہانِ پیر کی موت

امارتِ اسلامیہ افغانستان کی قیادت کا امتحان!

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کے درمیان حالیہ تنازع کو سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ دو ہمسایہ مسلم ممالک کے مخالفین کو اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنا ممکن نہ ہو سکے۔ خاص طور پر ہندوستان تو اس تاک میں رہتا ہے کہ اُسے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ آئے۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کی موجودہ قیادت کو شاید یاد نہ ہو کہ امیر المؤمنین ملا عمر رحمہ اللہ کے دور میں بھی ہندوستان نے کوشش کی تھی کہ امیر المؤمنین کو پاکستان کے خلاف استعمال کیا جائے۔ خاص طور پر جب پرویز مشرف نے امریکہ کے ساتھ افغانستان کے خلاف دست تعاون بڑھایا تھا۔ اس وقت ہندوستانی سفیر نے ملا عمرؒ سے ملاقات کر کے یہ کہا تھا کہ پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دے کر آپ کو نقصان پہنچایا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم پاکستان کو سبق سکھائیں۔ ملا عمر رحمہ اللہ نے جو جواب دیا تھا وہ امارتِ اسلامیہ کی موجودہ قیادت کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا تھا ”پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دے کر غلطی کی ہے۔ ہم پاکستان کے خلاف آپ کا ساتھ دینے کی غلطی نہیں کریں گے۔“ یوں ایک صاحبِ فہم و فراست مؤمن نے اپنے مؤمن بھائیوں کے خلاف دشمن کا آلہ کار بننے سے اپنے آپ کو بچا لیا اور اس امتحان میں کامیاب ٹھہرے۔ امارت اسلامیہ کی موجودہ قیادت کے لیے بھی یہ امتحان کی گھڑی ہے۔ وہ اپنے پہلے امیر المؤمنین کی تقلید کریں تو اس امتحان میں کامیاب ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

ملا عمرؒ کا ایک اور بیان جسے ہمارے نامور صحافی و ادیب محترم عرفان صدیقی نے روایت کیا ہے وہ امارتِ اسلامیہ کی موجودہ قیادت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہم درخواست کریں گے کہ وہ اپنے پہلے امیر المؤمنین کے اس بیان کی لاج رکھتے ہوئے ہندوستان کے حوالے سے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح فرمائیں۔ بیان ملاحظہ ہو: صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”تیس برس قبل، 1995ء میں، جب قندھار کے ایک زخم خوردہ ریسٹ ہاؤس میں، مولانا سمیع الحق مرحوم کے پہلو میں بیٹھے، میں تازہ تازہ نمو پاتے طالبان کے راہنما ملا محمد عمرؒ کی تقریر سُن رہا تھا تو سامعین تصویرِ حیرت بنے بیٹھے تھے۔ ملا محمد عمرؒ کہہ رہے تھے ”میرے پاکستانی بھائیو! ہم قیامت تک آپ کا احسان نہیں بھولیں گے۔ ہم اپنی نسلوں کو بھی بتا کر جائیں گے کہ اگر پاکستان اور افغانستان، دونوں پر آزمائش کا وقت آ جائے تو پہلے پاکستان کی جنگ لڑنا۔ میرے بھائیو! یہ لفظ لکھ لو۔ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہمارا لہو گرے گا۔“

امارتِ اسلامیہ کی موجودہ قیادت ملا عمر رحمہ اللہ کے دور میں کم عمر تھی۔ تب کابل حکومت کے موجودہ سربراہِ اعلیٰ شیخ ہیبت اللہ اخوندزادہ کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی۔ دوحہ میں افغان وفد کی نمائندگی کرنے والے وزیر دفاع ملا محمد یعقوب پانچ سال کے بچے تھے۔ افغان مذاکراتی وفد کے تیسرے رُکن ملا عبدالحق واثق کی عمر تب بیس سال بھی نہ تھی۔ اسی واسطے ان کو یاد دلاتے ہیں کہ آپ کے پہلے امیر المؤمنین اور پیشوا نے پاکستان کے بارے میں ان مؤمنانہ خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ امریکہ افغان مجاہدین کے ہاتھوں 20 سال رسوا ہوتا رہا اور یہاں سے جاتے ہوئے ہتھیار افغان عوام کے درمیان پھینک کر گیا تھا جس کا مقصد آپ کے لیے مشکلات پیدا کرنا تھا۔ مزید براں امریکہ نے آپ کے اثاثے بھی ضبط (غبن) کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے آپ معاشی مشکلات کا بھی شکار ہیں۔ اس پر مستزاد ٹی ٹی پی کی آزمائش بھی آپ کے گلے پڑ گئی۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے سارے عالم کفر نے آپ کی حکومت کو تسلیم نہ کر کے آپ کو پریشان کیا۔ پاکستان نے بھی آگے بڑھ کر افغانستان کو تسلیم نہ کیا۔ یہ سارے مسائل اپنی جگہ مگر حالیہ پاک افغان محاذ آرائی پر لوگ پریشان ہیں دونوں طرف کے عوام پوچھتے ہیں کہ ان کو کس کی نظر لگ گئی، یہ دونوں ممالک تو یکجان دو قالب تھے۔ آخر افغان حکمرانوں کو کیا ہو گیا کہ وہ شکست خوردہ انڈیا کی اجڑی ہوئی ویران گود میں جا بیٹھے۔ ہم نے یہ کہنے کی جسارت اس لیے کی کہ حال ہی میں بھارت کا دورہ کرتے ہوئے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے وزیر خارجہ امیر خان متقی نے کشمیر کے حوالے سے جو بیان دیا وہ نہ صرف یہ کہ پاکستان کے لیے تکلیف کا باعث ہے بلکہ اس نے کشمیریوں کے جذبات و احساسات کو مجروح کیا ہے۔ اُنہوں نے تو حد کر دی کہ مسلمانوں کو جیلوں میں ڈالنے والی مسلم دشمن مودی حکومت کے مؤقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے جموں و کشمیر کو بھارت کا حصہ قرار دیا۔ اس پر کشمیریوں کا شدید ردِعمل سامنے آیا ہے۔ افغانستان کی طالبان حکومت کو دین و ایمان کے رشتے سے اپنے منصفانہ مؤقف کا حامی و ہمدرد سمجھنے والے کشمیریوں کے لیے افغان وزیر خارجہ کا یہ بیان جس قدر غیر متوقع اور تکلیف دہ تھا، اس کا کچھ اندازہ کل جماعتی حریت کانفرنس کے کنوینیر غلام محمد صفی کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ”کشمیری تو یہ توقع کر رہے تھے کہ مولوی امیر متقی بھارت جا کر ہمارے حق میں بات کریں گے لیکن انہوں نے بھارت کے مؤقف کو آگے بڑھایا۔ یہ غیر متوقع عمل کشمیریوں، پاکستانیوں اور افغان عوام سب کے لیے حیران کن، الارمنگ اور آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔“

جس طرح امیر المؤمنین ملا عمرؒ کو احساس تھا کہ پاکستان کے افغانوں پر ہر قسم کے ہزاروں احسانات ہیں۔ اسی طرح موجودہ قیادت کو احسان کا بدلہ احسان نہیں تو کم از کم بے وفائی اور غداری سے نہیں دینا چاہیے تھا۔ افغان یاد رکھیں کہ مشکل وقت میں اُنہیں پاکستان کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ یہ وہ احساسات ہیں جو ساری مسلم دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ہم امارتِ اسلامیہ کے ذمہ داران سے درخواست کریں گے کہ وہ اسلام کے حکم ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات: 10) ”مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں انہیں اپنے بھائیوں کے مابین اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔“ کو ملحوظ خاطر رکھیں اور کسی کافر ملک کے ساتھ مل کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ اس وقت جو لوگ امارتِ اسلامیہ کی قیادت کر رہے ہیں اُنہیں پاکستان کو بڑے بھائی کا مقام دے کر اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے تاکہ دونوں پڑوسی مسلم ممالک اپنے اصل ہدف اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کی طرف یکسوئی سے پیش قدمی کر سکیں جس سے نہ صرف یہ کہ ہمارے وقتی مسائل حل ہوں گے بلکہ اللہ کی نعمت سے ہم بھائی بھائی بن جائیں گے۔ ہم اپنے افغان

بھائیوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ افغانستان میں ہونے والے جہاد کے تینوں ادوار میں پاکستان ایک بیس کیمپ کے طور پر استعمال ہوا۔ چاہے وہ روس سے جہاد کا دور تھا یا طالبان کا سات سالہ دور یا نیٹو فورسز کے خلاف۔ جہاد سے اس قریبی تعلق اور مشاہدے نے بھی سرفروشی اور جفاکشی کے جذبات پیدا کیے ہیں جس سے مادہ پرستی اور تنعم کی زندگی بسر کرنے والی قومیں کوسوں دور ہوتی ہیں۔ افغانستان کھل کر اپنی مجبوریاں پاکستان کے سامنے رکھے تاکہ باہمی اعتماد قائم رہے۔ اس وقت یہ معمہ بھی حل ہونے میں نہیں آرہا کہ کابل انتظامیہ کی پاکستان سے دشمنی کی حدوں تک پہنچ جانے والی پرخاش کے اسباب کیا ہیں؟ اُس نے اپنی حکمتِ عملی کو بھارت سے کیوں جوڑ لیا ہے اور اُس کے مقاصد کا آلۂ کار کیوں بنتی جا رہی ہے؟ طالبان کی حکومت کم وبیش پانچ سال پہلے بھی قائم تھی۔ طالبان کے اس پانچ سالہ عہد میں، وہ کچھ بہرحال نہیں ہوا جو گزشتہ چار برس سے جاری ہے۔ بلکہ یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ گزشتہ پینتالیس برس سے آتشکدہ بنے افغانستان اور آتی جاتی مختلف النوع حکومتوں کے باوجود پاکستان کے خلاف کبھی دہشت گردی کی ایسی منظم، مسلسل اور خوں آشام کارروائیاں نہیں ہوئیں جو موجودہ افغان انتظامیہ کے چار سالہ عہد میں ہوئیں۔ گزشتہ برس، 2024ء میں 2546 افراد، دہشت گردی کا لقمہ بنے جن میں مسلح افواج کے سینئر افسران کی بڑی تعداد شامل تھی۔ اس سال کے پہلے نو مہینوں میں، لقمہ دہشت گردی بننے والوں کی تعداد 2414 تک پہنچ چکی ہے۔ اس قدر خون ریزی کے بارے میں افغانستان کا محض یہ کہہ دینا کہ ”یہ پاکستان کا داخلی معاملہ ہے۔“ پست درجے کا مذاق ہی کہلایا جاسکتا ہے۔

پاکستان کی جغرافیائی اہمیت اس کو عالم اسلام میں ایک غیر معمولی مقام دلاتی ہے۔ ایک طرف بحیرہ عرب ہے جو ایک آبی شاہراہ ہے، دوسری طرف گلوب پر غیر معمولی اہمیت رکھنے والے چین، ہندوستان اور ایران جیسے ممالک ہیں۔ تیسری طرف افغانستان ہے جو وسطی ایشیائی ریاستوں کے لیے گیٹ وے کی حیثیت رکھتا ہے۔ امریکا اور اس کے چالیس اتحادیوں کا غیر معمولی نقصانات اٹھانے کے باوجود اس خطے کو چھوڑنے سے گریز اس کی بے انتہا اہمیت ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔ عالم اسلام کی سب سے بڑی اور مضبوط فوج پاکستان کی ہے جو جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہے۔ عالم کفر کو کسی اسلامی ملک میں اس قسم کی تربیت یافتہ، عددی طور پر بہت بڑا حجم رکھنے والی اور اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا دنیا بھر سے لوہا منوانے والی فوج کا وجود کسی طور قابل قبول نہیں۔ اسی لیے ہندوستان کی سرتوڑ کوشش ہے کہ وہ پاکستان کو نیچا دکھائے۔ ایسے میں برادر اسلامی ملک افغانستان کا ہندوستان کے ساتھ گٹھ جوڑ کفریہ طاقت کی تقویت کا باعث بنے گا جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

یاد رکھیے! پاکستان عالم اسلام کا واحد ایٹمی صلاحیت سے لیس ملک ہے۔ بلکہ اس وقت اس کا شمار دنیا کے ان آٹھ ممالک میں ہوتا ہے جو ایٹمی طاقت کہلاتے ہیں۔ آج پاکستان کو اسی جوہری صلاحیت سے محروم کرنے کے لیے عالم کفر ہر سطح تک جانے کے لیے تیار ہے۔ پاکستان کی اسی جوہری صلاحیت پر بھروسا کرکے بہت سے اسلامی ممالک اپنے دشمنوں کے خوف سے آزاد ہیں۔ حرمین شریفین کی طرف اٹھنے والی میلی نگاہوں کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ پاکستان کی فوجی اور جوہری صلاحیت ہے جس کا ماضی میں ان کو تجربہ ہو چکا ہے۔ سعودی عرب کے پاکستان کے ساتھ دفاعی معاہدے نے عالمی سطح پر پاکستان کو ہیرو اور ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ ایک درجن سے زائد مسلم ممالک پاکستان سے دفاعی معاہدہ چاہتے ہیں۔ ان تمام خصوصیات کو دیکھتے ہوئے پاکستان کو بلا شرکت غیرے عالم اسلام کا قائد اور دنیا کا رہنما مانا جاسکتا ہے۔ اس ملک کو پہنچنے والا کوئی بھی نقصان درحقیقت دین، دینی اداروں، دینی محنتوں اور اسلامی تہذیب و تمدن کا نقصان ہوگا اور چونکہ بظاہر کوئی متبادل جگہ یا ملک بھی نظر نہیں آرہا جہاں کئی صدیوں کی محنت کے اس اثاثے کو ٹھکانہ مل سکے تو ان حالات میں اس بات کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس ملک کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ دین کو بھی پہنچنے والا ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔

افغانستان کے ساتھ پائیدار تعلقات کے لیے پاکستان کو دو کام کرنے چاہیے۔ پہلا کام طویل المدتی اور صبر آزما ہے۔ یہ اسلام کو غالب وقائم کرنے کا نبویؐ فریضہ ہے جو ان دونوں برادر پڑوسی ملکوں کو ادا کرنا ہے۔ ان دونوں میں اسلام کے قیام و غلبے کا مطلب پورے عالم اسلام کو صراط مستقیم وسواء السبیل پر لانا ہے۔ عالمی غلبہ اسلام، حضرت مہدیؒ کی مدد اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ مل کر عالم کفر اور دجال کو شکست دینے کے لیے بھی لشکروں کے جانے کا ذکر اسی سرزمین کے بارے میں ملتا ہے جس میں یہ ممالک واقع ہیں۔ اس لیے یہاں دین اسلام کے نفاذ کی کوششیں تیز تر ہونی چاہئیں نہ کہ باہمی جھگڑوں میں پڑ کر وقت ضائع کرنا چاہیے۔

دوسرا فوری کام یہ کرنا ہے کہ کسی جذباتی نعرے بازی کے پیچھے لگنے کی بجائے واقعات اور حالات کا مکمل طور پر غیر جذباتی ہو کر مطالعہ کیا جانا چاہیے کہ مسائل کیا ہیں اور کون سے مسائل کس حد تک حل ہو سکتے ہیں؟ دنیا بھر میں امن لانے کے لیے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لیے سب سے مضبوط سیڑھی معاشی تعلقات ہوتے ہیں۔ اگر ہم ریجنل کنیکٹیویٹی، جو جنوبی ایشیا سے وسطی ایشیا تک اور دونوں ممالک کے مابین بھی موجودہ سطح سے بہت بلند ہو، کو ممکن بنا دیں تو اس سے بہرہ مند کاروباری افراد اب وہ چاہے افغان طالبان کے سرکردہ افراد ہی کیوں نہ ہوں جنگ سے اجتناب کریں گے۔ اگر ہم کوئی مشترکہ بزنس ماڈل دونوں ممالک کے مابین نہ بنا سکے تو پھر سر درد برقرار رہے گا چاہے وقتی طور پر افاقہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

آخر میں ہم پاکستانی اور افغانی مسلمانوں سے درخواست کریں گے کہ وہ موجودہ کشیدہ صورت حال کے دوران اپنے اپنے ملکوں کی حمایت میں اتنے آگے نہ جائیں کہ باہمی دشمنی ونفرت کو ہوا دینے لگیں۔ دونوں طرف کے عوام صبر وتحمل سے کام لیں اور حق وسچ کا ساتھ دیں۔ پراپیگنڈے کا شکار نہ ہوں اور امن وسلامتی کی دعائیں کریں۔ پاکستانی عوام کو معلوم ہونا چاہیے کہ عام افغانی پاکستان اور کشمیریوں کا ہم نوا ہے اور پاکستان اور کشمیریوں کی قربانیوں کو سمجھتا ہے۔

اللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

❀❀❀

ضرورت ہے

☆ مدینہ منورہ میں تنظیم اسلامی کے رفیق کو گھر کے لیے ڈرائیور+ باورچی کی ضرورت ہے۔ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔ رہائش ویزا اٹکٹ فراہم کیا جائے گا۔

برائے رابطہ: 00966500571803

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورت حال کیا ہے؟ (بشکریہ فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ میں نسل کشی کے شواہد مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسرائیلی جنگ کے تباہ کن آثار علاقے میں بڑے میزائل، بارودی سرنگیں اور دھماکہ خیز روبوٹس اب بھی شہریوں کی زندگیوں کے لیے سنگین خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ جنگ بندی کے بعد بھی غزہ کے لوگ عدم تحفظ اور خوف کے سائے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اس وقت غزہ میں 70 ملین ٹن ملبہ شہروں اور قصبوں میں پھیلا ہوا ہے جس میں کم و بیش 20 ہزار دھماکہ خیز مواد موجود ہیں جو قابض اسرائیلی افواج نے گرائے تھے مگر کسی وجہ سے پھٹ نہ سکے اور امدادی کارروائیوں کے دوران کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں۔ وزارت صحت غزہ کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے قابض اسرائیل کی جارحیت کے باعث نہتے بے گناہ فلسطینیوں کے شہداء کی تعداد 68 ہزار 519 اور زخمی ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار 382 ہو چکی ہے، جبکہ حالیہ جنگ بندی کے بعد 93 فلسطینی شہید اور 324 زخمی ہوئے ہیں۔ وزارت صحت کا کہنا ہے کہ اُس کی طبی ٹیمیں میتوں کے ساتھ طبی ضوابط اور منظور شدہ پروٹوکولز کے مطابق کارروائی جاری رکھے ہوئے ہیں، تاکہ معائنے، دستاویزی کارروائی اور لواحقین کے حوالے کرنے کے عمل کو مکمل کیا جا سکے۔
- یونیسف کے مطابق، حالیہ غزہ جنگ کے دوران 64 ہزار سے زائد بچے یا تو شہید ہوئے یا زخمی ہوئے ہیں، جب کہ 58 ہزار سے زیادہ بچوں نے اپنے والدین میں سے کم از کم ایک کو کھو دیا ہے۔ یہ اعداد و شمار انسانی المیے کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جو پوری دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑ دینے کے لیے کافی ہیں۔
- شہید اسمٰعیل ہنیہ کے بڑے بیٹے عبدالسلام ہنیہ نے مڈل ایسٹ آئی کو دیے گئے بیان میں اس بات کی سختی سے تردید کی ہے کہ اُن کے خاندان کے افراد ترکی کی درخواست پر غزہ چھوڑ چکے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اُن کے خاندان کے تمام افراد اب بھی غزہ ہی میں موجود ہیں اور ویسی ہی زندگی گزار رہے ہیں جو ہر فلسطینی شہری بمباری اور محاصرے کے دوران گزار رہا ہے۔
- دوحہ میں حماس کے اعلیٰ سطحی وفد کی ترکی کے وزیر خارجہ ہاکان فیدان اور وزیرِ انٹیلی جنس ڈاکٹر ابراہیم کالین سے ملاقات کے دوران حماس کے وفد کی قیادت محمد درویش نے کی جبکہ وفد میں خالد مشعل، زاہر جبارین، نزار عوض اللہ اور سامی خاطر بھی شامل تھے۔ ملاقات میں غزہ میں جنگ بندی کے نفاذ، انسانی و امدادی سرگرمیوں کی بحالی، اور اسرائیلی خلاف ورزیوں پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔
- حماس کے رہنما ڈاکٹر خلیل الحیہ نے ایک ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلی قبضہ دو سال کی جنگ کے باوجود اپنے مقاصد حاصل کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا ہے۔ ہم کسی بھی صورت میں قابض دشمن کو جنگ دوبارہ شروع کرنے کا بہانہ نہیں دیں گے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **سعودی عرب: پاکستانی وزیر اعظم کی ولی عہد سے ملاقات:** سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان سے پاکستانی وزیر اعظم شہباز شریف کی ملاقات میں دوطرفہ تعلقات پر تبادلہ خیال ہوا۔ ملاقات خوشگوار ماحول میں ہوئی جس میں تجارت، سرمایہ کاری اور اقتصادی تعاون میں تاریخی شراکت داری کو مزید وسعت دینے پر تبادلہ خیال ہوا۔
- **ترکیہ: برطانیہ سے 20 یورو فائٹر ٹائیفون طیارے خریدنے کا معاہدہ:** ترکیہ نے اپنی فضائی دفاعی صلاحیت کو مضبوط بنانے کے لیے برطانیہ سے 20 یورو فائٹر ٹائیفون طیارے خریدنے کا معاہدہ کر لیا۔ انقرہ میں معاہدے سے متعلق ہونے والی تقریب میں ترکیہ کے صدر رجب طیب اردوان اور برطانوی وزیر اعظم سر کیئر اسٹارمر نے شرکت کی۔ ترکی کی وزارتِ دفاع کے مطابق وہ قطر اور عمان سے بھی 12، 12 ٹائیفون طیارے خریدنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ خطے میں اسرائیل جیسے حریف ممالک کے مقابلے میں اپنی برتری برقرار رکھ سکے۔
- **بھارت: چائلڈ میرج ایکٹ تمام مذاہب پر لاگو کرنے کی حکومتی درخواست مسترد:** سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ چائلڈ میرج پر پابندی کا اطلاق تمام شخصی قوانین پر نہیں ہوگا کیونکہ چائلڈ میرج ایکٹ ایک پیچیدہ قانونی معاملہ ہے، اس لیے اسے تمام مذاہب پر لاگو کرنے کی حکومتی درخواست مسترد کی جاتی ہے۔
- **مصر: غزہ کی بحالی کے لیے بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوگی:** غزہ کی جلد بحالی اور تعمیر نو کے لیے نومبر میں مصر ایک بین الاقوامی کانفرنس کی میزبانی کرے گا جس میں عرب و دیگر مسلم ممالک، عالمی تنظیمیں اور مختلف مالیاتی ادارے شریک ہوں گے۔ یہ کانفرنس امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے پیش کردہ نام نہاد ''علاقائی استحکام کے منصوبے'' کے دوسرے مرحلے کا حصہ بتائی جا رہی ہے۔
- **اسرائیل: سعودیہ کے خلاف بیان دینے پر سموٹریچ پر حکومتی تنقید:** اسرائیلی وزیر خزانہ، سخت گیر یہودی بیتزالیل اسموٹریچ نے سعودی عرب کے ساتھ تعلقات کی بحالی پر متنازعہ بیان دینے پر اسرائیلی حکومت نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ واضح رہے کہ ایک بیان میں سموٹریچ نے کہا تھا کہ اگر سعودی عرب سے سفارتی تعلقات بحال کرنے کے بدلے ہمیں فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنا پڑے تو وہ اس معاہدے کو قبول نہیں کریں گے۔
- **آسٹریا: ایران کے پاس 400 کلوگرام افزودہ یورینیم ہے، آئی اے ای اے:** عالمی ایٹمی توانائی ادارے (آئی اے ای اے) کے سربراہ رافیل گروسی نے بتایا ہے کہ ایران کے پاس 400 کلوگرام یورینیم کے ذخائر موجود ہیں جن کی افزودگی کی شرح 60 فیصد ہے جو افزودہ یورینیم جوہری ہتھیار بنانے کے لیے درکار شرح سے کچھ کم ہے۔ ایران افزودگی کا عمل جاری رکھتا ہے تو ایران کے پاس اتنا مواد ہے کہ اس سے دس جوہری بم بنائے جا سکتے ہیں۔
- **ہنگری: غزہ عالمی فورس میں ترک فوج قبول نہیں، اسرائیل:** اسرائیلی وزیر خارجہ گیڈیون سار نے ہنگری میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو ممالک غزہ میں اپنی فوج بھیجنے کے لیے تیار ہیں، انہیں کم از کم اسرائیل کے ساتھ منصفانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ اردگان کی قیادت میں ترکیہ نے اسرائیل کے خلاف دشمنی کا رویہ رکھا ہے، اس لیے یہ قابل قبول نہیں کہ ہم ان کی مسلح افواج کو غزہ کی پٹی میں داخل ہونے دیں۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

امیر محترم کا دعوتی دورہ حلقہ کراچی شرقی

امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم شجاع الدین شیخ نے 12 اکتوبر 2025ء بروز اتوار حلقہ کراچی شرقی کا دعوتی دورہ کیا۔ اس دورہ میں محترم عارف جمال فیاضی (نائب ناظم اعلیٰ جنوبی-1 پاکستان) بھی امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ حلقہ کراچی شرقی کے امیر ڈاکٹر انوار علی نے اس دورہ کی خصوصی میزبانی کی۔ اس دورہ میں حلقہ کراچی شرقی کے تحت 2 مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی تفصیلات ذیل میں درج ہیں:

☆ نمایاں شخصیات سے خصوصی ملاقات:

سہ پہر 1 بجے یہ وفد ابوالحسن اصفہانی روڈ پر واقع ایک نجی بال روم پہنچا، وہاں 1:15 بجے امیر محترم کی امامت میں نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد 1:30 بجے نمایاں شخصیات کے ساتھ خصوصی ملاقات شروع ہوئی۔ محفل کا آغاز شرکاء کے تعارف سے ہوا۔

اس ملاقات میں محترم محمد احسان (رائل پیلیس بینکوئٹ کے مالک)، محترم نبیل اختر (CEO_Techwards)، محترم معراج الہدیٰ (سابق امیر جماعت اسلامی کراچی)، محترم محمد حسیب حسین (وائس پریزیڈنٹ بزنس فورم کراچی)، محترم عزیز (مینیجر سوشل میڈیا کمیونٹی)، محترم عبید بخاری (صحافی دنیا نیوز)، محترم عمران احمد صدیقی (ڈائریکٹر Nextek Solutions)، محترم محمد ندیم (ڈی ایس پی نارتھ ناظم آباد کراچی)، محترم عاطف علی (چیئرمین جماعت اسلامی ناظم آباد ٹاؤن)، محترم ضیاء اللہ (پریزیڈنٹ پی ایم ایل این ضلع بدین)، محترم حاجی ابراہیم (پرنسپل کراچی پولیس ٹریننگ سکول)، محترم مجاہد الاسلام (سکول ایسوسی ایشن) اور محترم یوسف (سکول اونر) نے شرکت فرمائی۔

امیر محترم نے ابتدا میں اپنا تعارف کروانے کے بعد تنظیم اسلامی، انجمن خدام القرآن اور دی علم فاؤنڈیشن کا مختصر تعارف بھی پیش کیا اور بتایا کہ قرآن پاک کا متفقہ ترجمہ اور نصاب اس وقت پنجاب، خیبر پختونخوا اور فیڈرل بورڈ میں پڑھایا جا رہا ہے اور جماعت 9 سے 12 تک لازم کر دیا گیا ہے۔ مزید بلوچستان میں بھی کچھ امکان ہے لیکن سندھ میں ابھی تک کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ اس ملاقات میں تعلیمی نظام، اسلامی یکساں نصاب، تربیت اولاد، جیسے موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔ ملاقات میں شرکاء کی جانب سے انتہائی اہم مشورے وتجاویز سامنے آئیں۔

امیر محترم نے حاضرین کو بھولے ہوئے سبق کو یاد کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا کہ ہمارے بچپن میں شاید ہی کوئی باقاعدہ دینی موضوع نصاب میں پڑھایا گیا ہو بلکہ ہمیں تو والدین یا اساتذہ یا کوئی بڑا یا اچھا دینی مزاج رکھنے والا مل گیا ہوگا جس کے سبب ہم آج یہاں جمع ہیں۔ سب لوگ اپنے حصے کا کام ضرور کر جائیں جہاں بھی موجود ہوں۔

دوران ملاقات ظہرانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اختتام پر امیر محترم نے تمام شرکاء کو الوداع کیا۔

☆ خطاب عام:

رات 9:00 بجے عیدگاہ گراؤنڈ سیکٹر 9 نارتھ کراچی میں امیر محترم نے ''اقصیٰ وغزہ اور امت مسلمہ کا حال اور مستقبل'' کے موضوع پر جلسہ سے خطاب فرمایا، جس میں تقریباً 900 حضرات اور 400 خواتین کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ جات کے وابستگان، اساتذہ وعلماء کرام اور سیاسی وباثر شخصیات نے بھی شرکت کی۔ خطاب کا آغاز تلاوتِ قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں نظم پیش کی گئی اور اختتام رات 10:40 بجے دعا پر ہوا۔ پروگرام کی میزبانی کے فرائض مقامی تنظیم سرجانی، نیو کراچی اور اجمیر نگری نے سرانجام دیئے۔ امیر محترم نے تمام رفقاء واحباب کا اور انتظامیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

اختتام پر امیر حلقہ نے اپنے معاونین کے ہمراہ امیر محترم کا شکریہ ادا کیا اور انہیں رخصت کیا۔ (رپورٹ: حافظ راسب وسیم، معتمد حلقہ کراچی شرقی)

Poem by Bint e Aakif Saeed

We are the last among those
Who being child and being adult
Were passionate for Taliban
Longing for Muslim renaissance
Dreaming for socio- politic-
Economic system of Islam
Our vision was personified
In Taliban of tribal sites
We saw a sun rising so high
On land of sacredness and might
In Kabul, Herat and Qandahar
The Taliban with pure Iman
We were the ones whose sight was on
Their every rise, their every fall
We were the eyes wept for them
We were the hearts bled for them
We prayed for them and finally
We were able to see them shine
Their victory was our only pride
When US had to left their land
We celebrated that event
We were the ones who set our hopes
Our eyes, our dreams and all our hearts
In roots of this tree of Iman,
This newly built fort of Islam
Now we are at the loss of words
What should we say, what should we not
Our broken hearts, our shattered dreams
Coffined in a silent graveyard

Corrigendum

The author of the English article published in issue 41 of Nida e Khilafat may please be read as Um e Azzam. (Editor)

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.42

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH
SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگر فری
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA